محرم الحرام

1437ھ

جلد 5 | شمارہ نمبر 1 | نمبر 29

آئینۂ فکرِ سوادِ اعظم

مجلس مشاورت

- مولانا ابوالحماد محمد محب النبی رضوی جہانیاں منڈی
- مولانا محمد عثمان رضوی ــــــ شیخوپورہ
- مولانا محمد قاسم رضوی ــــــ جہانیاں منڈی
- مولانا محمد طیب رضوی ــــــ جہانیاں منڈی
- صاحبزادہ مولانا محمد فضل رسول رضوی ــــــ جڑانوالہ
- صاحبزادہ علی حسنین ظفر چشتی خطیب اعظم فیصل آباد
- حافظ محمد طاہر واہلہ ــــــ جہانیاں منڈی

ہدیہ فی شمارہ 30 روپے

بذریعہ اکاؤنٹ رقم بھیجنے کیلئے
Muhammad Fazale Rasool
A/C No. 0657932 541002209
MCB Bank Limited 0330
Jhang Road Branch
Faisalabad

سالانہ چندہ بمع عام ڈاک خرچ 330 روپے
بیرون ممالک 1300 روپے

نوٹ: ادارہ کا کالم نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

ملنے کے پتے
★ سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد ★ جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ
★ جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی ★ مولانا محمد عثمان رضوی، مکتبہ فضل رسول طارق روڈ شیخوپورہ

خط وکتابت اور ترسیل رقم کا پتہ: مولانا محمد رمضان رضوی معرفت طاہر رشید (نیو الفتح الیکٹرک سٹور عائشہ سنٹر بھوانہ بازار فیصل آباد)

فُغَانِ دَرُوں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہو گی آہ میری، نفس میرا شعلہ بار ہو گا!!

خوبصورت ڈبّے

اسکول کے صحن میں نلکا لگا ہوا تھا۔ پانی کی نکاسی کے لئے چھوٹی سی نالی بنی ہوئی تھی۔ جس کے اختتام پر ایک چھوٹا سا گڑھا تھا۔ جہاں پانی جمع ہوتا رہتا۔ نلکا کئی کئی مہینے خراب رہتا۔ گڑھے کا پانی خشک ہو جاتا۔ کسی لڑکے نے جب پانی پینا ہوتا تو ایک انگلی کھڑی کر کے ماسٹر صاحب سے چھٹی لے کر باہر چوہدری صاحب کی حویلی میں چلا جاتا۔ اس بہانے اِدھر اُدھر کا چکر لگا کر پھر واپس آ جاتا۔ گڑھے کے اردگرد گھاس اگا ہوا تھا جو اکثر پانی کی کمیابی کی وجہ سے سوکھ جاتا تھا۔ سردیوں میں عموماً باہر دھوپ میں کلاسیں لگتیں۔ ہر لڑکا گھر سے کھاد وغیرہ کا خالی تھیلا لے کر آتا۔ وہی خالی تھیلے قطار میں بچھا کر سارا دن ان پر بیٹھ کر ہم کلاس اٹینڈ (Attend) کیا کرتے۔

کبھی کبھار ماسٹر صاحبان چائے وغیرہ نوش کرتے اور کسی اہم گفتگو میں مصروف ہوتے تو لڑکے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی خشک گھاس پر لیٹ کر دھوپ سے لطف اندوز ہوتے۔ گپّی قسم کے لڑکے سارے گاؤں کی اسٹوریاں سنا کر اپنا شوق پورا کرتے اور دوستوں کی معلومات میں اضافہ کرتے۔

سالانہ امتحان سے پہلے ہمارا ایک ٹیسٹ لیا گیا۔ آج اس کا رزلٹ (Result) بتایا جانا تھا۔ سوالیہ پیپر (Question paper) ہمارے ہاتھوں میں تھماتے ہوئے ماسٹر جی نے کہا تھا: اچھے نمبر حاصل کرنے والے طلباء کو انعام دیا جائے گا۔ فیل ہو جانے والوں کی ڈنڈوں سے خاطر تواضع کی جائے گی۔ ہم ڈر اور خوشی کے ملے جلے جذبات کے ساتھ رزلٹ کے منتظر تھے۔ تمام ماسٹرز صاحبان اندر دفتر میں سر جوڑے کسی اہم میٹنگ میں مصروف تھے۔ موقع غنیمت جانتے ہوئے میں اور شکیل بستوں کا تکیہ بنائے ہوئے اسی خشک گھاس پر لیٹ کر دھوپ کا مزہ لے رہے تھے۔ کلاس کا سال اختتام کے قریب تھا۔ پرانی کتابوں کی جگہ نئی کتابیں ملنے والی تھیں۔ نئی کتابیں لینے کا تصور بھی بڑا خوشگوار ہوا کرتا تھا۔ شکیل کہنے لگا: میں نے پرانی کتابیں فروخت کرنے کے لئے دوسری کلاس والے عابد سے بات کی ہوئی ہے۔ وہ بستے سے کتابیں نکال کر قیمت کا اندازہ لگانے لگا: یہ کتاب پھٹی ہوئی ہے اس کی قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے مناسب ہے۔ یہ کتاب تین روپے میں دوں گا۔ اپنے اندازے کے مطابق اس نے کل قیمت آٹھ روپے بنائی۔ وہ کہنے لگا: ڈیڑھ ہفتے بعد ہمارے سالانہ امتحانات ہیں۔ اس کے بعد میں یہ کتابیں عابد کو فروخت کر دوں گا۔

فیقے کی ہٹی (دوکان) پر ایک کھلونا گن برائے فروخت ہے۔ اس کی قیمت بیس روپے ہے۔ شاید وہ پانچ روپے رعایت کر دے۔ مجھے کچھ رقم کا اور انتظام کرنا پڑے گا...... اتنے میں اندر سے ماسٹر جی کی آواز سنائی دی۔ سب لڑکے جلدی جلدی بھاگ کر قطار میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ ماسٹر جی نے کلاس پر نظر دوڑائی۔ ان کی نگاہ انتخاب شکیل پر گئی۔ اسے بلا کر کہنے لگے: ''جاؤ چوہدری صاحب کے گھر انعامات والے ڈبے پڑے ہوئے ہیں، وہ لے کر آؤ''۔ ہر طالبعلم انعامی ڈبوں کے انتظار میں بے تاب نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی شکیل ایک بڑی سی چادر میں انعامی ڈبے لپیٹے ہوئے گیٹ سے اندر داخل ہوا۔ چادر سے ڈبے نکال کر میز پر سجا دیئے گئے۔ یہ بیٹری سیل والے ڈبے تھے۔ جن کو اوپر سے ٹیپ لگا کر بند کیا ہوا تھا۔ میں دل ہی دل میں حساب لگا رہا تھا۔ ''اگر ایک ڈبہ مل گیا تو اس میں بارہ سیل تو ہوں گے۔'' ماسٹر صاحب بچوں کا نام پکارنے لگے۔ انعام یافتہ لڑکے ایک ایک کر کے انعام وصول کرتے رہے۔ دو عدد ڈبے میرے حصے میں آئے۔ میں خوشی خوشی انعام وصول کر کے اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ اب ان لڑکوں کی باری تھی۔ جن کے حصے میں ڈنڈوں کی سزا آئی تھی۔ ان میں شکیل کا نام سرفہرست تھا اور ڈنڈے برداشت کرنے میں شکیل کو کمالِ مہارت حاصل تھا۔ ماسٹر جی صلواتیں بھی سنا رہے تھے اور تیزی سے ڈنڈے برسا رہے تھے۔ شکیل بڑی پھرتی سے یکے بعد دیگرے دایاں بایاں ہاتھ آگے کرتے ہوئے خندہ پیشانی سے وار سہتا رہا۔

چند منٹ میں یہ تماشا ختم ہو گیا۔ چھٹی ہو گئی۔ ہم گیٹ سے باہر نکلے ہی تھے کہ اسکول کے ساتھ متصل خالی پلاٹ کے قریب شکیل کھڑا ہوا نظر آیا۔ پلاٹ میں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ اردگرد چھوٹی چھوٹی چاردیواری تھی۔ وہ اشارے سے مجھے بلا رہا تھا۔ میرے پاس ایک بڑا سا رومال تھا۔ اس نے مجھ سے وہ رومال مانگا۔ رومال ملتے ہی وہ اچھل کر دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے رومال میں وہی سیل والے تین ڈبے لپیٹے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ باقی طلباء آگے نکل چکے تھے۔ ہم دونوں آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ راستے میں وہ کہنے لگا: چوہدری صاحب کی بیٹھک میں کافی سارے ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ آنکھ بچا کر میں نے تین فالتو ڈبے یہاں چھپا دیئے تھے۔ اب یہ دوکان پر فروخت کروں گا۔ گن بھی خرید لوں گا۔ پھر بھی میرے پاس کافی رقم بچ جائے گی۔ گلی کا موڑ آ چکا تھا۔ میں نے اسے کہا: ''میرا رومال تو واپس کر دو، میں نے گھر جانا ہے۔''

وہ کہنے لگا: ''بس ایک منٹ انتظار کرو۔ یہ سامنے والی دوکان پر میں ڈبہ فروخت کر کے آتا ہوں۔'' بادل ناخواستہ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ اس نے ڈبے فروخت کرنے کی بات کی تو دوکاندار اسے مشکوک نظر سے دیکھنے لگا: ''یہ ڈبے کہاں سے لائے ہو؟'' کہنے لگا: ہمیں آج کلاس میں انعام ملا ہے۔ دوکاندار نے ڈبوں کو کھولا تو ان خوبصورت ڈبوں کے اندر سیل نہیں تھے بلکہ ردی کاغذ بھرا ہوا تھا۔ دوکاندار غصے سے کہنے لگا: ''بھاگ جاؤ! بڑوں سے مذاق کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی؟'' میں اپنا رومال واپس لے چکا تھا۔ شکیل کی طرف دیکھا۔ اس کا منہ لٹکا ہوا تھا۔ غصے اور رنج کی کیفیت سے شاید وہ اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ میں نے اس کو وہیں چھوڑا۔ جلدی سے گھر کی طرف قدم بڑھائے۔ دل میں ایک موہوم سی امید تھی کہ شاید میرے والے ڈبے اصل ہیں۔ ان میں سیل [illegible]

مجھے اپنا منہ چڑاتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

میں بس پر سوار لاہور کی طرف جا رہا تھا۔ پچھلی سیٹ پر ایک شخص قربانی والا بکرا پکڑ کر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے ساتھ والی سیٹ پر دو چوہدری ٹائپ شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بکرے والے شخص سے پوچھا: یہ کتنے میں خرید کر لائے ہو؟ وہ کہنے لگا: ''پچیس ہزار میں'' اب وہ دونوں آپس میں تبصرہ کرنے لگے۔ ایک چوہدری کہہ رہا تھا: میں نے جو بکرا خریدا ہے یہ تو اس کے سامنے آدھا بھی نظر نہیں آتا۔ پچھلے سال حمید ایک مہنگا بکرا لے آیا تو بڑی اکڑفوں دکھا رہا تھا۔ اس بار میرے بکرے کو دیکھ کر اس کا منہ لٹک گیا۔ میں نے پورے پچاس ہزار روپے خرچ کر کے تمام برادری میں اس کی ناک کاٹ کر رکھ دی ہے۔ وہ بڑے فخر اور غرور سے باتیں کر رہے تھے۔ میں سن سن کر حیران ہو رہا تھا۔ قربانی تو قرب سے ہے جو رضائے الٰہی اور قرب الٰہی تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ مگر یہاں تو اسے ناک اونچی کرنے کا ذریعہ سمجھا جا رہا ہے۔ ٹی وی پر اور اخبارات میں بڑے بڑے قیمتی بکرے، گائے بیل دکھائے جاتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو زکوٰۃ ادا کرنے کو تو بوجھ جانتے ہیں مگر لاکھوں روپوں کی قربانی خرید کر اپنی ناک اونچی کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ میں سوچ رہا تھا۔ اس ارادے سے قربانی کرنے والے کا انجام تو شکیل جیسا ہو سکتا ہے۔ رشوت لی، ڈاکہ ڈالا، یتیموں کے حقوق غصب کئے اور ناک اونچی کرنے کے لئے دس لاکھ کا بیل خرید لائے۔ بڑی واہ واہ ہوگئی۔ چوہدری صاحب خوشی سے پھولے نہیں سما رہے۔ برادری میں شملہ بہت اونچا نظر آنے لگا۔ مگر جس کے نام پر قربانی کی جا رہی ہے وہ تو سینوں میں خفیہ بھیدوں کو بھی جانتا ہے۔ وہ صورتوں کو نہیں دل کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ دس لاکھ خرچ کر کے ہم خوش ہوتے رہیں کہ اتنا قیمتی اور خوبصورت بیل حکم الٰہی کی تعمیل میں قربان کر کے ہمارے لئے قرب الٰہی کی راہیں وا ہو جائیں گی مگر روز قیامت یہ خوبصورت جانور ہمارے لئے سیل والے خالی ڈبے ثابت ہوں۔ قرب الٰہی کی راہیں وا نہ ہوں بلکہ ردی کاغذ جیسی خالی ''واہ واہ'' رہ جائے۔

دنیا کی دوکان پہ کھوٹے کو کھرا ثابت کر کے فروخت کیا جا سکتا ہے۔ ایک انسان دوسرے انسان کی آنکھوں میں خاک جھونک سکتا ہے۔ مگر ہر ہر بات سے آگاہ، ایک ایک ذرے کو جاننے والے، دلوں کی حرکات و سکنات پہ نگاہ رکھنے والے علیم و خبیر کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہاں ظاہر کو نہیں باطن کو دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلیٰ اَجسادِكُمْ وَلَا اِلیٰ صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلیٰ قُلُوْبِكُمْ . (صحیح مسلم، رقم الحدیث 6542)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کی طرف لیکن وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ وہ شہید ہوگا، اس کو بلایا جائے گا اور اسے اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ بلکہ تو نے اس لئے لڑائی کی تھی کہ تو بہادر کہلائے پس تجھے بہادر کہا گیا، پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا، حتیٰ کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور ایک شخص نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو تعلیم دی اور قرآن مجید پڑھا، اس

کو بلایا جائے گا اور اس کو اس کی نعمتیں دکھائی جائیں گی، جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم حاصل کیا اور اس علم کو سکھلایا اور تیرے لئے قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے علم اس لئے حاصل کیا تا کہ تو عالم کہلائے اور تو نے قرآن پڑھا تا کہ تو قاری کہلائے پس تجھے (عالم وقاری) کہا گیا۔ پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا یہاں تک کہ اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے کشادگی عطا فرمائی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا۔ اس کو قیامت کے دن بلایا جائے گا اور وہ نعمتیں دکھلائی جائیں گی اور جب وہ ان نعمتوں کو پہچان لے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا؟ وہ کہے گا: میں نے اسے ہر اس راستہ میں خرچ کیا جہاں خرچ کرنا تجھے پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو نے یہ کام اس لیے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے۔ پس تجھے سخی کہا گیا پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا اور پھر اس کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 4923)

حضور نبی مکرم شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکرا، گائے بیل، اونٹ وغیرہ مختلف اقسام کے جانوروں کی قربانی کو مشروع فرمایا تا کہ لوگ اپنی استطاعت کے مطابق کوئی سا جانور خرید کر سنت ابراہیمی پر عمل پیرا ہو سکیں اور پھر قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا تازہ کرنے اور خوبصورت بنانے کا حکم دیا کہ یہی جانور پل صراط پر تمہاری سواریاں بنیں گے۔ اگر کوئی شخص اس نیت سے بہتر سے بہتر، مہنگا اور اعلیٰ قسم کا خوبصورت جانور خریدتا ہے تو یقیناً وہ اس کے لیے ذریعہ ثواب ہوگا۔ ہمیں کسی مسلمان کے متعلق بلا وجہ بدگمانی نہیں کرنا چاہیے۔ بعض گمان گناہ ہیں۔ مسلمانوں کے متعلق حسن ظن رکھنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن دوسری طرف اپنی حسن نیت اور اخلاص پر بھی توجہ دینی چاہئے۔ صدقہ فطر مختلف اجناس سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ عموماً ہم گندم کی صورت میں صدقہ فطر ادا کرتے ہیں۔ جبکہ کروڑوں اربوں کی جائیداد کے مالک ہونے کی صورت میں یہ کھجور اور کشمش کی جنس سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے اور ادا کرنا بھی چاہئے تا کہ فقراء کو نفع ہو لیکن قربانی کے لئے دس لاکھ کا جانور خریدنے والا صدقہ فطر کی ادائیگی کے وقت ادنیٰ جنس کو ہی ترجیح دیتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ صدقہ فطر کی ادائیگی کے وقت تو ناک اونچی کرنے کا موقع نہیں لیکن قربانی کے موقع پر ناک اونچی کرنے کے لئے ہم لاکھوں روپے بھی برداشت کر لیتے ہیں خواہ اپنے غریب مسلمان بھائیوں کے لئے ہمارے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ناک اونچی کرنے کے چکر میں آئیں اور چکرا کر ناک کے بل آگ کی گہرائیوں میں گرتے چلے جائیں۔ ہمیں کچھ سوچنا ہوگا۔ شکیل کے ڈبے خالی ثابت ہوئے۔ اس کے پاس تو موقع تھا، سنبھل جانے کا، زندگی کی اگلی منزل میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانے کا مگر وہاں میدان حشر میں تو ندامت کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ سدھر جانے اور سنبھل جانے کی منزلیں تو پیچھے رہ چکی ہوں گی۔

ہمارے معاشرے میں مصنوعی شہرت اور نمود و نمائش کی وبا ایک عفریت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ذہنوں میں یہ تصور قبضہ جما چکا ہے کہ ہمارے فلاں رشتہ دار نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی پر دولت پانی کی طرح بہا دی ہے، اگر ہم نے اس سے زیادہ نمائش نہ کی تو ہماری ناک کٹ جائے گی۔ ہمارے فلاں عزیز کا مکان محل نما ہے، اگر ہم نے اس سے اونچا محل نہ کھڑا کر دیا تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔ فلاں کے پاس اتنی بڑی گاڑی ہے، اگر ہمارے پاس اس سے اعلیٰ گاڑی نہ ہوئی تو ہماری عزت خاک

میں مل جائے گی۔ ناک کو کٹ جانے سے بچانے کے لئے، خود کو منہ دکھانے کے قابل بنانے کے لئے، اپنی مصنوعی عزت کو خاک میں ملنے سے بچانے کے لئے چوری بھی کی جاتی ہے، ڈاکہ زنی بھی کی جاتی ہے، رشوت بھی لی جاتی ہے، حقوق بھی غصب کئے جاتے ہیں، دھوکے فراڈ کے بازار گرم کئے جاتے ہیں۔ اس طرح سے مصنوعی عزت تو شاید مل جاتی ہو مگر حقیقی عزت سے محرومی مقدر بن جاتی ہے۔ اگر سوچ کے زاویے درست ہو جائیں، انسانیت کا احساس بیدار ہو جائے تو پھر معاشرے میں یہ برائیاں جنم نہ لیں گی۔ پھر لٹیروں کی بجائے عزتوں کے رکھوالے پیدا ہوں گے۔

ڈبوں کی پہچان ہونی چاہئے یا پہچان والوں سے رابطہ ہونا چاہئے آج کل باہر سے خوبصورت نظر آنے والے ڈبے مختلف اقسام میں عام دستیاب ہیں۔ الیکشن کا دور ہے۔ ووٹ حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے دعوے کیے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے خوبصورت اور بھولے بھالے نظر آنے والے چہروں کے پیچھے کیا چھپا ہوا ہے۔ اسے پہچاننے کی ضرورت ہے۔

یہاں بڑے بڑے شاطر نقاب اوڑھ کر میدان میں آجاتے ہیں۔ اپنے گرد مصنوعی روحانیت کا حصار کر کے چہروں پر بناوٹی نورانیت کا ملمع کر کے عقیدتمندوں کی سادہ دلی اور خوش فہمیوں کا فائدہ اٹھانے والے پیران مغاں بھی اسی کیٹلاگ (Catalogue) میں ہیں۔ ان کے ہاں آپ کو اللہ ہو کی ضربیں سنائی دیں گی۔ مگر مردان طریقت کی ضربوں اور ان ڈبہ پیروں کی ضربوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اُن مردانِ طریقت کی ضربیں دلوں پر جا لگتی تھیں اور دلوں کو انوار معرفت سے معمور کر کے سالک کو زمین سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا دیتی تھیں اور لاہوت کے مقامات کی سیر کروا دیتی تھیں مگر ان پیران مغاں کی ضربیں اپنے سادہ لوح عقیدتمند کی جیب سے ٹکراتی ہیں۔ دین سے وہ پہلے ہی بے بہرہ ہوتے ہیں ورنہ ان مصنوعی آستانوں پر نہ آتے لیکن یہ ضربیں ان کی جیبیں بھی خالی کر دیتی ہیں۔

پوری دنیا میں تبلیغ دین کی اشاعت کا دعوے کرنے والی بعض بڑی بڑی تنظیمیں بھی ان ڈبوں کی فہرست میں شامل نظر آتی ہیں۔ ان کی ظاہری چمک دمک سے فلمی ستاروں کی آنکھیں بھی چکا چوندھ ہو جاتی ہیں۔ تیز ترین باؤلنگ کرنے والے کھلاڑی بھی ان کی تیز نظروں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ فلمی گلوکار بھی ان کی عظمتوں کے گن گانے لگتے ہیں مگر ان ڈبوں کے اندر چھپا ہوا زہر اپنے پاس آنے والوں کے اندر سے ایمان وعرفان کا صفایا کرتا چلا جاتا ہے اور یہ مہلک زہر جان لیوا نہیں، ایمان لیوا ثابت ہوتا ہے۔

ہمیں بڑی بڑی مساجد بھی نظر آتی ہیں۔ بڑے بڑے جامعات نظر آتے ہیں۔ علوم وفنون کی تعلیم وتدریس کے بڑے وسیع میدان نظر آتے ہیں۔ ہم اپنے بچوں کو دین کا عالم ومبلغ بنانے کے لئے انہیں ان پردوں میں چھپے ہوئے میدانوں میں داخل کر دیتے ہیں کیونکہ ہمیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ ظاہر میں حسین نظر آنے والے ڈبے ہیں۔ لیکن یہاں تو مسلمانوں کے گلے کاٹنے کو دین بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور پھر وہ خالی ذہن بچے جب تیار ہو کر عملی میدان میں نکلتے ہیں تو چند لمحوں کا خونی کھیل ہوتا ہے۔ پھر نہ وہ ہوتے ہیں نہ ان کے ارد گرد والے۔ بس انسانی اعضاء ہی بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اسی لئے تو فرمایا گیا: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ.

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔“

سچے وہی ہوتے ہیں جن کا ظاہر باطن سے مختلف نہیں ہوتا۔ جن کے ظاہر میں نور ہے تو باطن نور علیٰ نور ہوتا ہے۔ جن کے ہاں ریا کاری نہیں ہوتی، منافقت نہیں ہوتی، دورنگی نہیں ہوتی، قول وفعل میں تضاد نہیں ہوتا، وہ جو کہتے ہیں، وہی کرتے ہیں۔ ان سچوں کی تلاش ضروری ہے۔ ان کی پاکیزہ صحبت میں آنے والے، دھوکہ دینے والے ڈبوں سے خود بھی بچ جاتے ہیں اور ایک قوم کو بھی اپنے ساتھ بچا لے جاتے ہیں۔ محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز بھی ایک ایسی ہی شخصیت تھے۔ جن کے قول وفعل میں یکسانیت کے دشمن بھی قائل تھے۔ جو لوگ ان کے دامن علم وفضل اور آستانِ روحانیت سے وابستہ ہوئے، وہ بھی ایسے سچے بنے کہ ساری زندگی سچائی کا نور ہی پھیلاتے رہے۔ اب وہ بھی اٹھتے چلے جا رہے ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں عظیم علمی مقام رکھنے والے اور ساری زندگی علم کی خدمت میں بسر کرنے والے شیخ الحدیث والتفسیر جامع المعقول والمنقول حاوی فروع واصول حضرت علامہ نصر اللہ خاں افغانی رحمہ اللہ تعالیٰ کراچی میں داغ مفارقت دے گئے۔ جن کے جانے سے ایسا علمی خلا پیدا ہوا جو شاید کبھی پر نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد پہ بے شمار رحمتوں کا نزول فرمائے۔ اور اب تین دن پہلے یہ اندوہناک خبر ملی کہ نباض قوم، پاسبان مسلک رضا، کوہِ استقامت حضرت علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے فیضان کی سچی تصویر تھے۔ ان کی علمی وروحانی تربیت کا ایک عظیم اور حسین پرتو تھے۔ اپنے نام کی طرح وہ اپنے قول وفعل میں بھی صادق تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر اپنی رحمتوں کے بے شمار پھول برسائے۔ اب ڈھونڈنے سے بھی ایسے لوگ نہ ملیں گے۔ پاکیزہ لوگوں کی سیرت، ان کی تعلیمات بھی مشعلِ راہ ہوتی ہیں۔

ہمیں ان لوگوں کی تعلیمات کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ اپنی آنکھیں کھلی رکھنا ہوں گی۔ گردوپیش سے باخبر رہنا ہوگا۔ دوسروں کو بھی باخبر کرنا ہوگا۔ ورنہ ہمارے ہاتھوں میں ظاہری چمک دمک والے ڈبے رہ جائیں گے اور ان ڈبوں کے اندر ردی کاغذ نہیں بلکہ ایمان لیوا زہر بھرا ہوا ہوگا۔ جو ہماری متاع حیات کو تباہ کر کے رکھ دے گا۔

ان شاء اللہ العزیز اگلے شمارے میں پھر آپ سے باتیں ہوں گی۔ محبتوں، جذبوں، الفتوں، شکایتوں کے اسی چوراہے پر، آہ وفغاں کے اسی شور میں۔

فقط والسلام مع الاکرام

آپ کی آراء، مشوروں، کرم فرمائیوں کا منتظر

ابوالحسنین رضوی

22 ذوالحجہ 1438ھ / 17 اکتوبر 2015ء

بروز بدھ 4 بجے دن

0300-6885306

اسم جلالت کا مظہر اسم رسالت

از قلم ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی، شیخ الحدیث جامعہ محدث اعظم، اسلامک یونیورسٹی، چنیوٹ

ہمارے آقا و مولا حضور سید المرسلین ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ عزت و کرامت کے مالک ہیں۔ آپ سے منسوب ہر چیز بھی عظمت و شرافت کی حامل ہے۔ آپ کا شہرِ انور اللہ رب العزت کے ہاں احب البلاد ہے۔ آپ کی امت خیر الامم کے لقب سے ملقب ہے۔ آپ کی ازواج مطہرات عورتوں میں بے مثل و بے مثال ہیں۔ آپ کی شہزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدۃ النساء العالمین ہیں۔ آپ کے نواسے نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ الغرض آپ محبوب ہیں تو آپ سے نسبت رکھنے والی ہر چیز بھی محبوب ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو نام عطا فرمایا یعنی نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ نام بھی ناموں میں سے محبوب تر نام ہے۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کو بھی محبوب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والوں کے نزدیک بھی ان کے قلب و روح سے محبوب تر نام ہے۔ یہ نام سن کر اہل ایمان کی آنکھوں سے عشق و محبت کے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے اور ان کے دلوں پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کیا خوب فرماتے ہیں۔ ؎

لب پہ آ جاتا ہے جب نام جناب
منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جانِ بے تاب
اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اللہ تعالیٰ کی شان و صفات کی مظہر اتم ہے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی ''محمد'' بھی اسم جلالت ''اللہ'' کا مظہر ہے اسم جلالت اللہ کی خصوصیت ہے کہ یہ معانی پر دلالت کرنے میں حروف کا محتاج نہیں۔ لفظ اللہ ذات واجب الوجود پر دلالت کرتا ہے جس طرح فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اگر الف ہٹادیں تو لِلّٰه باقی رہتا ہے یہ بھی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز کی ملکیت اللہ ہی کے لئے ثابت ہے جیسے فرمایا: لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض اگر لام ہٹادیں تو لَهٗ باقی رہتا ہے۔ وہ بھی معنی پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز اسی خالق و مالک کے لئے ہے۔ فرمایا: لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ دوسرا لام ہٹادو تو ''ہ'' باقی رہا جس کا معنی ہے ''صرف وہی ہے، باقی سب اسی کے جلوے ہیں''۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُو. اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا نام حروف کا محتاج نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بھی کسی کی محتاج نہیں وہ سب کے لئے محتاج الیہ ہے۔ اسی طرح جو اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرلے تو وہ بے پرواہ ذات اس بندے کو بھی اہل دنیا سے بے پرواہ بنادیتی ہے۔ اب اسم رسالت محمد کو دیکھئے یہ بھی معانی پر دلالت کرنے میں حروف کا محتاج نہیں لفظ محمد ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتا ہے۔ میم ہٹادو تو ''حمد'' باقی رہا جو اس معنی پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی ذات سراپا حمد ہے۔ حمد مصدر ہے۔ مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہو تو اس کا معنی حامد ہے اور اگر اسم مفعول کے معنی میں ہو تو اس کا معنی محمود ہے۔ آپ حامد ایسے ہیں کہ مخلوق میں آپ

سے بڑھ کر اللہ کا حامد کوئی نہیں اور محمود ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی آپ کا مداح، اللہ تعالیٰ کے ملائکہ بھی آپ کی تعریف میں مشغول، انبیاء کرام علیہم السلام بھی آپ کے ثناخواں، اہل ایمان بھی آپ کی تعریف میں رطب اللساں ہیں دنیا میں بھی آپ کی تعریف، آخرت میں بھی آپ کی عظمتوں کے ترانے گونجیں گے۔ ؎

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر میں
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا پوری مخلوق کے سامنے آپ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا جہاں اولین و آخرین آپ کی مداح سرائی کریں گے۔ اگر ''ح'' کو ہٹادیا جائے تو باقی لفظ ''مد'' رہتا ہے۔ جس کا معنی ہے کھینچنا۔ آپ ﷺ بھی خالق حقیقی کی محبت کے راستے سے بھٹکے ہوؤں کو کھینچ کر خالق تک پہنچانے والے ہیں۔ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا انسانیت جہنم کے کنارے پر تھی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھینچ کر انہیں جہنم سے بچایا۔ دوسری میم کو گرادیں تو دال باقی ہے۔ ''دال'' دلیل و راہنما کو کہتے ہیں۔ آپ رب اکبر کی دلیل اکبر ہیں۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ. اگر دونوں میم ہٹادیں تو لفظ ''حد'' باقی رہتا ہے آپ بھی ایمان و کفر کے درمیان حد فاصل ہیں۔ آپ سے تعلق قلبی اور محبت صادق کا نام ایمان ہے۔ آپ سے العیاذ باللہ عداوت کفر ہے۔ حد کا معنی ہے منع یعنی روکنا۔ آپ بھی طاغوتی راستوں پر چلنے والوں کو اس راہ سے روک کر شاہراہ حق پر چلانے والے ہیں اگر صرف ح کو ہٹادیں تو باقی ''ممد'' رہتا ہے۔ ممد امداد سے ہے۔ آپ بھی اپنے غلاموں کے ممد و معاون ہیں۔ بے چاروں کے چارہ گر اور زمانے کے ٹھکرائے ہوؤں کے ملجا و ماوی ہیں۔ الغرض اسم جلالت اللہ بھی معانی پر دلالت کرنے کے لئے حروف کا محتاج نہیں اور اسم رسالت محمد بھی معانی پر دلالت کرنے میں حروف کا محتاج نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ جس طرح اسم محمد حروف کا محتاج نہیں اسی طرح آپ صرف اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں کسی مخلوق کے محتاج نہیں۔ جو آپ کے در کے گدا بن جاتے ہیں وہ بھی کسی دنیادار کے محتاج نہیں رہتے امام اہل سنت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ ؎

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جن کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

جس حرف کا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے نام سے تعلق ہو وہ معنی سے محروم نہیں رہتا اور جس شخص کا اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق قلبی ہو وہ دنیوی و اخروی سعادتوں سے محروم نہیں رہ سکتا۔

اسم جلالت اللہ پر بھی نقطہ نہیں اسم رسالت محمد پر بھی نقطہ نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بھی نکتے اور عیب سے پاک ہے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بھی نکتے اور عیب سے پاک ہے۔ جو بد بخت شخص بے عیب خدا کی ذات میں عیب تلاش کرے اور معاذ اللہ یہ کہے کہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ دیگر افعال قبیحہ پر قادر ہے ایسا شخص دولتِ ایمان سے خالی ہے۔ اسی طرح جو بد بخت شخص بے عیب مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں عیب تلاش کرتا پھرے اور زبان درازی کرے کہ معاذ اللہ آپ کو دیوار کے پیچھے کی خبر نہیں۔ اپنے انجام کا علم نہیں۔ ایسے گستاخ شخص کا بھی ایمان سے کوئی تعلق نہیں۔ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ

تحریر: مولانا ابوالحماد محمد محبّ النبی رضوی، جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں منڈی

حضور نبی اکرم ﷺ سے جس کسی کو بھی ادنی سی محبت ونسبت ہے، اس کی فضیلت اندازے اور قیاس سے زیادہ ہے۔ جس شخص کو آپ کے شہر پاک میں رہنے کا اعزاز حاصل ہو اس کی یہ فضیلت کہ حدیث پاک میں فرمایا:

اَلْمَدِیْنَۃُ مُھَاجِرِیْ وَفِیْھَا مَضْجَعِیْ وَمِنْھَا مَبْعَثِیْ حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظُ جِیْرَانِیْ مَا اجْتَنَبُوْا الْکَبَائِرَ مَنْ حَفِظَھُمْ کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا اَوْشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ لَّمْ یَحْفِظْھُمْ سَقٰی طینۃ الخبال.

مدینہ میری ہجرت گاہ اور میری خواب گاہ ہے اور (قیامت کے دن) یہیں سے میرا اُٹھنا ہے لہٰذا میری اُمت پر میرے پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت لازم ہے جب کہ وہ کبائر سے بچیں۔ تو جس نے ان کے حقوق کی حفاظت کی میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع بنوں گا۔ اور جس نے ان کی حقوق کی حفاظت نہ کی وہ (دوزخ میں) پیپ اور خون پلایا جائے گا۔

(وفاء الوفاء ج:1 ص:33۔ جذب القلوب ص۔31)

فَیَا سَاکِنِیْ اَکْنَافِ طَیْبَۃَ کُلُّکُمْ
اِلَی الْقَلْبِ مِنْ اَجْلِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبُ

(زرقانی علی المواہب ج:8 ص 332)

اے مدینہ طیبہ کے رہنے والو! تم سب کے سب میرے دل کو محبوب ﷺ کی وجہ سے محبوب ہو۔

ایک اور مقام پہ فرمایا:

مَنْ اَخَافَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ ظُلْمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا

(وفاء الوفاء ج:1 ص:32، جذب القلوب ص:33)

جو شخص ظلماً اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا۔

مزید فرمایا:

مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ یَدْخُلْ فِیْ شَفَاعَتِیْ وَلَمْ تَنَلْہُ مَوَدَّتِیْ.

(جامع ترمذی باب فی فضل العرب)

جس نے عرب سے دھوکہ کیا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی اسے میری محبت نصیب ہوگی۔

جس شخص کو آپ کے ملک وشہر سے نسبت ہے۔ اس کا یہ مقام اور مرتبہ کہ اس کے حقوق کا خیال رکھنا لازم ہے اور جو ان کے حقوق کا خیال نہ رکھے اور ان کو ڈرائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت اور جو ان سے دھوکہ کرے وہ آپ کی شفاعت ومودت سے محروم، تو جن برگزیدہ نفوس اور خوش نصیب حضرات کو اس بارگاہ میں قرب ونزدیکی اور اختصاص حاصل ہے، ان کے مراتب کیسے بلند وبالا ہوں گے؟ ان کے ساتھ محبت والفت اور ان کے حقوق کی رعایت کس قدر ضروری ہوگی؟

ان پاک باز ہستیوں سے تعلق ووابستگی باعث نجات اور حفاظت ایمان کا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی.

فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سے اس کے بدلے کچھ اجر نہیں طلب کرتا سوائے قرابت کی محبت کے۔

ان نفوس قدسیہ میں حضور اکرم سید الانبیاء سرور دو جہاں ﷺ کے محبوب نواسے اور لخت جگر، آپ کی چہیتی صاحبزادی خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جگر پارے، جنتی جوانوں کے سردار، سید الشہداء امام علی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات بھی ہے جو بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں اور جن کے فضائل وکمالات متعدد احادیث شریفہ سے ظاہر ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کی دائمی نسبت اور کمال قربت کو ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ

(جامع ترمذی ابواب المناقب)

حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیگر فضائل وکمالات کے علاوہ ایک خاص اعزاز یہ حاصل تھا کہ آپ ظاہر اور باطن، سیرت اور صورت کے اعتبار سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے آپ کو قبلہ حسن وجمال محبوب کریم ﷺ کے ساتھ جو مشابہت حاصل تھی، اس کا پتہ ان روایات سے چلتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلْحَسَنُ اَشْبَہُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَا بَیْنَ الصَّدْرِ اِلَی الرَّاْسِ وَالْحُسَیْنُ اَشْبَہُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَا کَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ

(جامع ترمذی ابواب المناقب)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سینہ سے سر تک اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سینہ سے نیچے حضور ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے پاس موجود تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر انور لایا گیا۔ تو وہ ایک چھڑی سے آپ کی ناک پر مارنے لگا اور کہا:

مَا رَاَیْتُ مِثْلَ ھٰذَا حُسْنًا لِمَ یَذْکُرُ.

(میں نے ان جیسا حسن نہیں دیکھا تو پھر ان کا ذکر کیوں ہوتا ہے)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا اَمَا اَنَّہٗ کَانَ مِنْ اَشبھھم برسول اللّٰہِ ﷺ۔ (وہ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی اکرم ﷺ سے زیادہ مشابہ تھے) (جامع ترمذی ابواب المناقب)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

لم یکن احد اشبہ بالنبی ﷺ من الحسن بن علی وقال فی الحسین ایضا کان اشبھھم برسول ﷺ

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناقب)

نبی اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والا حسن بن علی کے علاوہ کوئی نہیں تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی کہا وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

من سرہ ان ینظر الی اشبہ الناس برسول اللہ ما بین عنقہ الی وجھہ فلینظر الی الحسن بن علی ومن سرہ ان ینظر الی اشبہ الناس برسول اللہ ﷺ ما بین عنقہ الی کعبہ خلقا ولونا فلینظر الی الحسین

(کتاب الفضائل، کنز العمال ج:۱۳ ص:۲۸۳ مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

جو شخص اس بات پہ خوش ہے کہ اسے دیکھے جو گردن سے لے کر چہرے تک تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہے تو اسے چاہئے کہ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے اور جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ اسے دیکھے جو گردن سے لے کر ٹخنے تک صورت اور رنگ کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہے تو حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

من اراد ان ینظر الی وجہ رسول اللہ ﷺ من راسہ الی عنقہ فلینظر الی الحسن و من اراد ان ینظر الی ما دون عنقہ الی رجلہ فلینظر الی الحسین.

(کنز العمال، کتاب الفضائل ج ۱۳ص ۲۸۳ مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

جو شخص سر سے لے کر گردن تک رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھنا چاہتا ہے، وہ حسن ؓ کو دیکھ لے اور جو گردن سے لے کر پاؤں تک آپ ﷺ کو دیکھنا چاہتا ہے، وہ حسین ؓ کو دیکھ لے۔

اسی طرح باطنی طور پر اور سیرت کے اعتبار سے آپ کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مشابہت حاصل تھی۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خاص طور اپنی جرأت وسخاوت عطا فرمائی۔

حضور اقدس ﷺ کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اس میں خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء ؓ اپنے شہزادوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ؓ کو لے کر اپنے پدر کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی:

تورثھما یا رسول اللہ شیأ (یارسول اللہ ﷺ انہیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیں۔)

آپ نے ارشاد فرمایا:

اما الحَسَنُ فَلَہٗ ھَیْبَتِیْ وَ سُوْدَدِیْ وَ اَمَّا الْحُسَیْنُ فَلَہٗ جُرْأَتِیْ وَ جُوْدِیْ (حسن کے لئے تو میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسین کے لئے میری جرات اور سخاوت وکرم ہے)

(کنز العمال، کتاب الفضائل ج ۱۳ص ۲۸۸)

سفر کربلا اور میدان کربلا میں سیدنا امام حسین ؓ نے جرات وسخاوت کا جو نمونہ پیش فرمایا، کائنات اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کی شہادت کا سانحہ اچانک یا بے خبری کی حالت میں پیش نہیں آیا بلکہ آپ جانتے تھے کہ میری شہادت میدان کربلا میں لکھی جا چکی ہے حتیٰ کہ آپ وقت شہادت، مقام شہادت اور احوال شہادت تک سے باخبر تھے۔ حضرت امام حسین ؓ ابھی سرکار علیہ السلام کی گود میں کھیلتے تھے اس وقت سے ہی نبی اکرم ﷺ نے آپ کی شہادت کا تذکرہ عام فرما دیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی چچی حضرت اُم الفضل بنت حارث ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں نے آج رات ڈراؤنا خواب دیکھا ہے۔ فرمایا: وہ کیا ہے؟ عرض کیا: وہ سخت ڈراؤنا ہے۔ فرمایا: بتائیں تو سہی کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا:

کَاَنَّ قِطْعَۃً مِنْ جَسَدِکَ قُطِعَتْ وَ وُضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ.

(گویا آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری آغوش میں رکھ دیا گیا ہے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا وہ آپ کی آغوش میں ہو گا۔ پس حضرت فاطمہ ؓ کے ہاں حضرت حسین ؓ پیدا ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق میری آغوش میں تھے۔ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسین آپ کی آغوش میں رکھ دیئے۔ پھر جو میری نظر آپ پر پڑی تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مقدس آنکھوں سے آنسو جاری ہیں فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ ابْنِیْ ھٰذَا فَقُلْتُ ھٰذَا قَالَ نَعَمْ وَ اَتَانِیْ بِتُرْبَۃٍ مِنْ تُرْبَتِہٖ حَمْرَاءَ.

میرے پاس جبرائیل آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ میری اُمت میرے اس بیٹے کو شہید کرے گی میں نے کہا: اسے؟ انہوں نے کہا: ہاں اور میرے لئے اس جگہ کی سرخ مٹی لائے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب المناقب)

حضرت سیدنا امام حسین ؓ نے سب کچھ جانتے ہوئے یزید کی بیعت سے انکار کیا۔ (باقی صفحہ 25 پر)

فضائلِ مدینۃ الرسول ﷺ

تحریر: مولانا محمد افضال حسین نقشبندی، سانگلہ ہل (قسط نمبر 1)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ذِکرِ مصطفیٰ ﷺ جس عنوان اور موضوع سے بھی ہو جس رنگ اور ڈھنگ سے بھی ہو وہ محبوب ہوتا ہے اور محبوب کی جس شے سے نسبت ہو جائے وہ شے بھی محبوب ہو جایا کرتی ہے۔ یثرب ایک قدیم بستی کا نام تھا جو تجارتی قافلوں کی گزرگاہ تھی۔ طوفان نوح کے بعد اس شہر کا ذکر کتب تاریخ میں ملتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی کشتی سے جو لوگ اترے ان کی مجموعی تعداد اسی (۸۰) تھی۔ ان سب نے بابل کے اطراف میں سکونت اختیار کی۔ ان کی آبادی کا طول دس روز کی دوری اور عرض بارہ میل کی دوری تھی۔ ان سب کی اولاد سے ایک کثیر جماعت ہو گئی۔ یہ سب کے سب یکجا رہنے لگے۔ نمرود بن کنعان حام ان کا بادشاہ مقرر ہوا لیکن جب ان لوگوں کے درمیان کفر اور سرکشی ظاہر ہوئی۔ ان لوگوں میں اختلاف نے جگہ پکڑی اور ہر ایک نے ایک نیا طریقہ اختیار کیا اور یہ بہتر زبانوں میں منقسم ہو گئے۔ ان میں سے ایک جماعت نے جو سام نوح کی اولاد تھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے الہام سے عربی زبان وضع کی۔

''وبر زمین برکت قرین مدینہ سکونت کردند اول کسے کہ درین زمین زراعت کرد ونخل نشاند ایشان بودند'' ترجمہ: اور سرزمین مدینہ طیبہ پر سکونت اختیار کی جس نے سب سے پہلے اس زمین پر زراعت کی اور کھجور کے درخت لگائے''

(عبدالحق دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب باب سوم ص ۳۹ مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں، لاہور)

جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہجرت فرما کر اس شہر منور میں تشریف لائے تو اسے ''یثرب'' سے ''مدینۃ الرسول'' ہونے کا شرفِ مبارک حاصل ہوا۔ مدینہ منورہ شہر دلنواز و شہر بے مثال پورے عالم کا مرکزِ نگاہ ہے۔ یہی وہ شہر منور ہے جس کے در و دیوار لمس نور خدا ﷺ سے فیض یاب ہوئے۔ یہی وہ شہر مقدس ہے جس کے گلی کوچوں میں شہنشاہ دو عالم ﷺ نے خرام ناز فرمایا۔ یہی وہ شہر مطہر ہے جس کی خلد آگیں فضاؤں میں سرورِ کائنات، تاجدار کائنات ﷺ کے انفاس مقدسہ کی خوشبو رچی ہوئی ہے۔ یہی وہ شہر بابرکت ہے دنیا کے گوشے گوشے سے زائرین جس کی طرف کھچے کھچے چلے آتے ہیں، یہی وہ شہر معظم ہے جس خلد بریں کے ذرے ذرے میں عشاق ومحبانِ مصطفیٰ ﷺ کے دل دھڑکتے ہیں۔ اس ادب گاہ زیر آسماں میں جنید و بایزید بھی دم بخود ہیں اور محبوب کل ﷺ کے پروانے آج بھی سرتاپا پیکرِ ادب واحترام بنے رہتے ہیں۔

قرآن مجید میں مدینہ منورہ کا ذکر:

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کی نسبت مبارکہ نے مدینہ منورہ کو اتنی عظمت ورفعت عطا کی کہ اس شہر مقدس کا ذِکر قرآن مجید میں چار مرتبہ آیا ہے۔

(۱) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

مَاكَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ

(پارہ : ۱۱ سورۃ التوبہ آیت : ۱۲۰)

ترجمہ: "مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں" (کنز الایمان)

(۲)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ: ۲۸ سورۃ المنفقون آیت : ۸)

ترجمہ: "کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے۔ اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔ مگر منافقوں کو خبر نہیں" (کنز الایمان)

(۳). لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝.

(پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت : ۶۰)

ترجمہ: "اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے۔ پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن"

(کنز الایمان)

(۴)۔ ایک اور مقام پر اللہ رب العالمین نے فرمایا:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ (پارہ : ۱۱ سورۃ التوبۃ آیت : ۱۰۱)

ترجمہ: "اور تمہارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے" (کنز الایمان)

۲۔ مدینۃ الرسول کی تمام شہروں پر فضیلت:

شہر مصطفیٰ ﷺ تمام شہروں کا سرتاج ہے اور تمام شہروں سے افضل ترین ہونے کا اعزاز بھی شہر مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے۔

اللہ وحدہٗ لاشریک نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی جائے ولادت وسکونت مکہ معظمہ کی قسم ارشاد فرمائی کہ اس میں اس کا حبیب چلتا پھرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ

(پارہ : ۳۰ سورۃ البلد آیت : ۲،۱)

ترجمہ: "مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو"۔ (کنز الایمان)

بعض ائمہ ومحدثین نے "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ" میں حرف "لَا" کو لا نافیہ قرار دیا ہے۔ اور جب لا نفی کے لیے ہو تو ترجمہ یوں ہو جائے گا "میں اس کی قسم نہیں کھاؤں گا اے محبوب! جب تم اس شہر میں تشریف فرما نہیں ہو گے"

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۴۴ھ) نے بھی یہی لکھا ہے، ملاحظہ ہو:

قیل : لا اُقْسِمُ بِهٖ اذا لم تكن فيه بعد خُروجِكَ منه.

(قاضی عیاض: الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ الباب الاول، الفصل الرابع فی قسمہ تعالیٰ بعظیم قدرہ جلد۱ ص ۳۸ مطبوعہ وحید کتب خانہ قصہ خوانی، پشاور)

اس عبارت کا اردو ترجمہ "جامعہ اشرفیہ لاہور" کے فاضل دیوبندی مولانا محمد قاسم نے جو کیا ہے وہ نقل کیا جا رہا ہے: "اور

بعض نے کہا کہ اس آیت کا مطلب یہ بھی ہے کہ اگر آپ ﷺ اس شہر میں موجود نہ ہوں تو میں پھر اس شہر کی قسم نہیں کھاؤں گا"

(کتاب الشفاء جلد اول ص ۵۸ مطبوعہ مکتبۃ العلم ۱۸۔ اردو بازار، لاہور)

مکان کی فضیلت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اس شہر مقدس کو دنیا کے تمام شہروں پر فضیلت مل گئی۔ متعدد احادیث مبارکہ میں یہ مضمون وارد ہے۔

(۱)۔ حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی:

اللهم !انک اخر جتنی من احب البلاد الّی فا سکنی احب البلادِ الیک

(حاکم : المستدرک علیٰ الصحیحین جلد:۳ ص:۳ رقم:۴۲۶۱)

ترجمہ: "اے رب! تو نے مجھے میرے محبوب شہر سے ہجرت کا حکم دیا اب اس شہر کو میری جائے سکونت بنا جو تجھے زیادہ محبوب ہو"

تمام روئے زمین پر موجود شہروں میں سے سب سے اعلیٰ ترین اور افضل ترین شہر مدینہ طیبہ ہے:

ما علی الارض بقعة هي احب الّي ان يكون قبري بها منها ،ثلاث مرات يعني المدينة

(السمهودی: وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ﷺ الباب الثانی، تخلق الانسان من تربۃ الارض التی یدفن فیھا جلد۱ ص ۳۷ مطبوعہ المکتبہ المعروفیہ کانسی روڈ شاہدرہ لاہور دیلمی : مسند الفردوس الرقم :۶۲۹۸ جلد۴ ص ۹۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیرت، لبنان۔)

ترجمہ: "میری قبر کی جگہ مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبوب ہے یعنی مدینہ طیبہ کا خطہ (مجھے ہر خطہ سے زیادہ عزیز ہے) حضور ﷺ نے یہ بات تین بار دہرائی"

(۲)۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجھہ الکریم فرماتے ہیں کہ:۔

مافی الارض بقعةاحب الی الله من بقعةٍ قبض فيها نبيه ﷺ

(ابن جوزی: الوفاء باحوال المصطفیٰ ﷺ الباب الثانی والثلاثون فی ذکر موضع قبرہ ﷺ ص ۸۱۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

عبدالحق دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب باب دوم ص ۱۹ مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں، لاہور)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کو روئے زمین پر اس خطہ زمین سے زیادہ محبوب کوئی خطہ نہیں جہاں اس کے محبوب نبی کا وصال ہوا ہے"

(۳) مدینۃ الرسول کو سب شانیں اور فضیلتیں نبی کریم ﷺ کی عظیم نسبت مبارکہ سے ملی ہیں۔ مدینہ مبارکہ کو نسبت مصطفیٰ ﷺ نے اتنا عظیم کیا کہ اس شہر کو مکہ مکرمہ سے بھی افضل ٹھہرایا جیسا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: المدينة خيرٌ من مكة

(الطبرانی : المعجم الکبیر عمرۃ بنت عبدالرحمٰن عن رافع ،الرقم :۴۳۲۳ جلد ۳ ص ۱۶۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔ عبدالحق دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب باب دوم ص ۱۷ مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں، لاہور مناوی: فیض القدیر شرح الجامع الصغیر جلد ۶ ص ۲۶۴ مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ، مصر۔ السمھودی: وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ﷺ الباب الثانی، تخلق الانسان من تربۃ الارض التی یدفن فیھا جلد۱ ص ۳۷ مطبوعہ المکتبہ المعروفیہ کانسی روڈ شالدرہ، کوئٹہ)

ترجمہ: "مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے"

(۳) مدینۃ الرسول کی طاعون سے حفاظت:

اللہ تعالیٰ نے جیسے نبی مکرم شفیع اعظم ﷺ کی حیات طیبہ کے ہر ہر سیکنڈ کو اپنے فضل ورحمت کے حصار میں رکھا اور آپ کے تمام دشمنان کی ہر مکروہ اور قبیح سازش کو نیست ونابود فرمایا۔ (باقی صفحہ 39 پر)

بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: مولانا ابو بلال محمد سیف علی سیالوی، ہرسہ شیخ، چنیوٹ

قسط نمبر 5

وصال پر ملال

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال 9 ہجری میں ہوا آپ کی نماز جنازہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی۔ حضرت اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کو غسل دیا۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک میں حضرت علی۔ حضرت فضل اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اترے۔ (الاستیعاب جلد 4 صفحہ 507)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپ کی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے آگاہ کرنا جب ہم فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع دی آپ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا: اسے جسم کے ساتھ رکھ دینا۔

(ابن ماجہ کتاب الجنائز رقم الحدیث: 1458۔ مسلم کتاب الجنائز باب غسل المیت۔ بخاری کتاب الجنائز رقم الحدیث: 1253۔ سنن نسائی کتاب الجنائز رقم الحدیث: 1885)

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آخری دم تک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر زندگی گزاری۔ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شعبان 9 ہجری میں ہوا حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے پاس دس صاجزادیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں حضرت عثمان کے ہی نکاح میں دے دیتا۔ (طبقات ابن سعد جلد 8 صفحہ 261)

حضرت مصعب بن عبداللہ زبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں ماہ شعبان المعظم 9 ہجری کو ہوا۔ اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انصاری خواتین کی موجودگی میں ان کو غسل دیا تھا۔ (مستدرک جلد 5 صفحہ 594)

شیخ محقق لکھتے ہیں: سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت کے نویں سال وفات پائی۔ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کی قبر انور کے پاس بیٹھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ 621)

خادم نبوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو مبارک جاری تھے۔

(تفسیر قرطبی جلد 14 صفحہ 156 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اونچا ہے سب سے مرتبہ بنت رسول کا
پایا کسی نے بھی نہیں پایہ بتول کا
غازہ بنایا شوق سے ہر حور نے خضر
اُمِ حُسین زہراء کے قدموں کی دھول کا

ملکہ ملک سخاوت۔ مطلع چرخ کرامت۔ سر چشمہ صبر و رضا۔ اُمّ شہیدانِ وفا۔ حضرت فاطمۃ الزہراء بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی صاحبزادی ہیں آپ سیدہ نساءِ العلمین کے مبارک لقب سے مشہور ہوئیں۔

نام و نسب: فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہے۔

ولادت با سعادت

آپ کی ولادت نبوت کے پہلے سال ہوئی۔ جب حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک اکتالیس سال تھی۔ بخاری شریف جلد اول کے صفحہ 532 پر مرقوم ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت مبارکہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال میں ہوئی۔

حضرت سلیمان بن جعفر ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور جان کائنات کی عمر مبارک اکتالیس برس تھی جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

(الاستیعاب جلد 4 صفحہ 448)

زہراء کسے کہتے ہیں؟

مخدومہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک نام زہراء ہے۔ زہراء نور بکھیرتی کلی کو کہتے ہیں۔ اور جو عورت زنانہ عوارض سے پاک ہو اسے زہراء کہتے ہیں امام یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیض سے پاک تھیں اور اپنے بچے کی ولادت سے ایک ساعت کے بعد نفاس سے پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہوتی اسی وجہ سے آپ کا نام زہراء ہے۔

(الشرف المؤبد لال محمد صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ 123 مطبوعہ لاہور)

امام عشق و محبت حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی حسین اور حسن پھول

تزویج: حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم سے 2 ہجری میں غزوہ بدر سے واپسی کے بعد ماہ رمضان میں ہوا۔ سیدہ کی عمر اس وقت پندرہ برس تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر اکیس برس تھی اور رخصتی ذوالحجہ میں ہوئی۔ حضرت مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی مبارک میں کسی دوسری خاتون سے نکاح نہیں کیا۔

آسمانوں پر سیدہ کا نکاح

امام نجم الدین نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا ہے کہ آج فاطمۃ الزہراء کا جنت میں ان کی والدہ کے محل میں نکاح ہوا ہے اور اس کی صورت اس طرح بنی۔ اَلْخَاطِبُ اِسْرَافِیْلُ کہ حضرت اسرافیل نے خطبہ نکاح پڑھا وَجِبْرِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ الشُّهُوْدُ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل گواہ ہیں۔ وَالْوَلِیُّ رَبُّ الْعِزَّةِ اور رب تعالیٰ ولی ہوا۔ وَ الزَّوْجُ عَلِیٌّ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شوہر بنے۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم صفحہ 530 مطبوعہ لاہور)

سیّدہ کا گستاخ کافر ہے

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کہ حضور جان

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بِضْعَۃٌ مِّنِّی فرمایا ہے وَالْبُضْعَۃُ قِطْعَۃُ اللَّحْمِ اور قِطْعَۃٌ سے مراد گوشت کا ٹکڑا ہے۔

امام سہیلی نے اس سے استدلال کیا ہے کہ چونکہ سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا حصہ ہیں اس لئے آپکی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔

(المواہب اللدنیہ جلد دوم صفحہ 733 مطبوعہ فرید بک سٹال، لاہور)

کون کون گستاخ ہے؟

مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 9 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 213)

مرزے کے بھائی اشرف علی تھانوی دیوبندی بھی پیچھے نہیں رہے، لکھتے ہیں حضرت فاطمہ نے مجھے سینے سے لگالیا۔

(قصص الاکابر صفحہ 47 مطبوعہ لاہور)

شیعوں کی امالی شیخ طوسی جلال العیون انوار نعمانیہ جلد اول حق الیقین اصولی کافی جلد اول ارشاد القلوب جلد دوم کا اگر بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو ان سے بھی چار قدم آگے نظر آتے ہیں۔

آپ کی اولاد پاک

1......حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2......حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3......حضرت سیدنا محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

4......سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما

وصال پر ملال

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال باکمال حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے 6 ماہ بعد 3 رمضان المبارک 11ہجری کو ہوا۔

زبدۃ العارفین شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح اللہ عزوجل نے خود قبض فرمائی۔ (روح البیان پارہ 24 مطبوعہ بہاولپور)

جنازہ مبارک

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوگیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تاکہ جنازہ پڑھیں پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آگے بڑھیے اور جنازہ پڑھایئے۔ تو آپ نے کہا میرے لئے یہ زیبا نہیں کہ میں آگے بڑھوں جبکہ تم حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب ہو چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے۔ پس انہوں نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نماز پڑھائی۔

(کنز العمال جلد 15 صفحہ 303 رقم الحدیث 42856 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف آئے جبکہ حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں۔ پس اذن طلب کیا تو انہوں نے حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا یہ ابوبکر دروازے پر موجود ہیں اور اذن طلب کرتے ہیں۔ اگر چاہو اور مناسب سمجھو تو اجازت دے دو تو آپ نے دریافت کیا کہ

تمہیں میرا اجازت دینا پسند ہے تو انہوں نے فرمایا: ہاں مجھے تو پسند ہے چنانچہ آپ نے اجازت دے دی وہ اندر حاضر ہوئے اور آپ سے معذرت کی تو آپ ان سے راضی ہوگئیں اور بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ 511 مطبوعہ بیروت)

عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز عشاء کے وقت حاضر ہوئے اور حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا تھا یعنی منگل کی رات اور رمضان المبارک کی تین تاریخ کو۔ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد جبکہ آپ کی عمر شریف 28 برس تھی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔

(تحفہ اثناء عشریہ صفحہ 549 مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ اسلام، کراچی)

اہل تشیع کے عزالدین ابن حدید لکھتے ہیں: روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور جنازہ پر چار تکبیریں کہنے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے جس سے بہت سے فقہاء نے استدلال کیا ہے۔

(ابن حدید جلد 16 صفحہ 286 مطبوعہ ایران)

بنات رسول از کتب شیعہ

اصول کافی شیعہ کے ہاں اتنی مستند کتاب ہے کہ اس کتاب کے بارے میں شیعہ مورخین لکھتے ہیں امام غائب امام مہدی نے فرمایا: **الکافی کاف لشیعتنا** ۔ ہمارے شیعوں کے لئے اصول کافی کتاب کافی ہے پہلا حوالہ اسی کتاب کا ملاحظہ کریں۔

حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیس سال سے زائد عمر میں شادی کی اور ان کے بطن سے قبل بعثت قاسم۔ رقیہ۔ زینب۔ ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعثت کے بعد طیب طاہر اور فاطمہ پیدا ہوئے۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ 439 باب مولد النبی ووفاتہ مطبوعہ ایران)

دوسرا حوالہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پیدا ہوئی۔ قاسم اور طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پھر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا۔ حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نکاح کیا۔

(قرب الاسناد صفحہ 9 مطبوعہ ایران)

اس روایت پر بحث کرتے ہوئے مناظر اعظم پاکستان فرماتے ہیں کیوں بھئی جعفری ہونے کا دعویٰ کرنے والو! اگر صحیح جعفری ہو تو معتبر کتاب حدیث بھی تمہارے مذہب کی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیوں کا صحیح فیصلہ فرمادیا اور آپ کے والد ماجد محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فیصلہ سنا دیا۔ ثابت ہوا کہ جعفری اور باقری حقیقۃً وہ ہیں جو حضور جان کائنات کی چاروں صاحبزادیوں کو تسلیم کرتے ہیں منکرین بنات رسول نہ جعفری ہیں نہ باقری۔

تیسرا حوالہ

حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور چار بیٹیاں زینب۔ رقیہ۔ اُم کلثوم اس کو آمنہ بھی کہا جاتا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

(مناقب آل ابی طالب جلد اصفحہ 209 مطبوعہ ایران سن اشاعت 1429)

چوتھا حوالہ

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جناب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے طاہر۔ قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ فاطمہ۔ اُم کلثوم۔ رقیہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت امیر المومنین سے کیا حضرت زینب کو حضرت ابوالعاص بن ربیع سے تزویج کیا ورام کلثوم کا نکاح عثمان بن عفان سے کیا وہ رحمت الہی سے واصل ہوگئیں ان کے بعد حضرت رقیہ کو ان سے تزویج فرمایا۔

(حیات القلوب اردو جلد دوم صفحہ 869 مطبوعہ مجلس علمی پاکستان)

پانچواں حوالہ

ابن بابویہ نے بسند معتبر انہی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے حضرت خدیجہ کے شکم سے قاسم اور طاہر اُم کلثوم۔ رقیہ۔ زینب اور فاطمہ زہراء پیدا ہوئیں۔۔ (حیات القلوب جلد دوم صفحہ 870)

چھٹا حوالہ

باقر مجلسی لکھتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم سے تھیں۔ (حیات القلوب جلد دوم صفحہ 870)

ساتواں حوالہ

قرب الاسناد میں حضرت صادق سے روایت ہے کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جناب خدیجہ سے طاہر۔ قاسم۔ فاطمہ۔ اُم کلثوم۔ رقیہ اور زینب پیدا ہوئے۔

(منتھی الامال اردو جلد اول صفحہ 150 مطبوعہ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور)

آٹھواں حوالہ

حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد خدیجہ سے۔ قاسم۔ طاہر۔ اُم کلثوم۔ رقیہ فاطمہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پیدا ہوئے۔ (بحار الانوار جلد 22 صفحہ 151 مطبوعہ ایران)

نواں حوالہ: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد زینب، رقیہ، اُم کلثوم، فاطمہ، قاسم جن سے حضور علیہ السلام کی کنیت ابوالقاسم ہوئی اور طیب تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(بحار الانوار جلد 22 صفحہ 166)

دسواں حوالہ

اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دو صاحبزادے جنے اور آپ ہی سے چار شہزادیوں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُم کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

(انور نعمانیہ جلد اول صفحہ 367 مطبوعہ بیروت)

گیارھواں فیصلہ کن حوالہ

شیعہ وسنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں چار تھیں جن کا نام زینب۔ رقیہ۔ اُم کلثوم اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

(تنقیح المقال جلد 3 صفحہ 77 باب الحاء مطبوعہ دار المجتبیٰ ایران)

(جاری ہے......)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے جد طریقت

بانی سلسلہ قادریہ برکاتیہ منبع عرفان صاحب البرکات والحسنات

حضور سیدنا سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی قدس سرہ

اثر خامہ: ضیغم اہلسنت صمصمام المناظرین علامہ محمد حسن علی رضوی بریلوی، میلسی

برکت برکات سے ہیں اعلیٰ حضرت فیضیاب
ان کے دم سے دین کا سر سبز ہے رنگین چمن

ماہ رواں محرم الحرام صاحب البرکات حضور سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماہ عرس ہے۔ آپ کے عہد حیات میں سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نے خوب خوب عروج کمال پایا اور چار دانگ عام میں قادریت کا ڈنکا بج گیا۔ فقیر نے اپنی ہی ایک نظم میں عرض کیا ہے۔؎

مارہرہ کا دیکھو فیض آج عالم گیر
خانقاہ برکاتی اپنے عہد میں مشہور ہے

اور فقیر راقم الحروف محمد حسن علی رضوی نے اپنی ہی ایک منقبت میں حقائق کی عکاسی کرتے ہوئے یوں نذر عقیدت پیش کی ہے۔؎

برکت برکات سے ہیں اعلیٰ حضرت فیضیاب
ان کے دم سے دین کا سر سبز ہے رنگین چمن

امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کا سلسلہ بیعت وارشاد چند واسطوں سے حضور صاحب البرکات سیدنا سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی قدس سرہ تک پہنچتا ہے اور خود بدولت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے منظوم شجرہ کے کلام بلاغت نظام میں یوں واضح فرمایا ہے اور یہ سلسلہ نیچے سے اوپر کی طرف یوں جاتا ہے۔؎

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے
حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے
دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

اور جان رحمت سلام میں تبعاً یوں عرض کیا ہے۔؎

شاہ برکات و برکات پیشیاں
نو بہار طریقت پہ لاکھوں سلام

اور حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدائق بخشش جلد دوم میں اپنے جد طریقت سیدنا سید صاحب البرکات قدس سرہ کی سرکار ذی جاہ میں یوں عرض گزار نظر آتے ہیں۔؎

شاہ برکات اے ابو البرکات اے سلطان جود
بارک اللہ اے مبارک بادشاہ امداد کن
عشقی اے مقبول عشق اے خون بہایت عین ذات
اے زجاں بگز شتہ جاناں و اصلا امداد کن

سلطان العلوم بحر علم و تحقیق سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ جن کی عظمت وجلالت شان کو یوں بیان کریں ان کی عظمت کی رفعت شان کا ادراک کون کرسکتا ہے؟

ولادت باسعادت:

صاحب البرکات حضور سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی کی ولادت باسعادت ۲۶ جمادی الاخری ۱۰۷۰ھ کو بلگرام شریف میں ہوئی۔ والد ماجد بزرگوار کا نام نامی سیدنا سید شاہ اویس ہے۔ بلگرام شریف ہمارے مشائخ سلسلہ سیدنا شاہ عبدالواحد میر بلگرامی کی نسبت روحانی سے دنیا اور ارباب طریقت میں مشہور ہے اور بلگرام وہ بلگرام ہے۔ جس کے لئے مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنے غیر مطبوعہ کلام بلاغت نظام میں یوں عرض کیا ہے۔ ؎

اللہ اللہ عزو شان احترام بلگرام
عہد و احد کے تصدق جنت نشاں ہے بلگرام

سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی قدس سرہ کا سلسلہ نسب سیدنا شاہ اویس بن سیدنا سید عبدالجلیل بن سیدنا سید عبدالواحد بن سیدنا سید ابراہیم بن سیدنا سید قطب الدین بن سید بڈھا بن سید کمال بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغری جدید قبائل سادات بلگرام شریف ابن سید علی بن سید حسین بن سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوفراس بن سید ابولفرح واسطی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید حضرت زید سوم بن سید عمر بن زید دوم بن سید علی عراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسی المعروف موتم الاشبال بن سید زید شہید بن سیدنا امام زین العابدین الملقب بہ سجاد بن سید الشہداء سیدنا امام حسین بن امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا مشکل کشا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین زوج معظم سیدہ خاتون جنت سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہراء بنت سید الانبیاء حبیب کبریا مالک ارض وسماء شہنشاہ کونین بادشاہ دارین حضور جان نور جان رحمت جان کرم ﷺ۔

ایام طفولیت کا زمانہ اپنے جلیل القدر عظیم المرتبت والد بزرگوار میر سید شاہ اویس اور دیگر خاندانی بزرگوں مشائخ طریقت و پیران عظام کی صحبت میں گزرا۔ والد ماجد قدس سرہ کا وصال شریف ۲ رجب المرجب ۱۰۹۷ھ میں ہوا۔ حضور والد گرامی نے وصال شریف سے قبل حضور صاحب البرکات قدس سرہ کو سجادہ نشینی اور سلاسل آبائی قدیم قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کی اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔

☆..... حضور سیدنا صاحب البرکات قدس سرہ کا دور علوم وفنون کا دور تھا اور علمی حلقوں کے لئے بے حد سازگار تھا۔ شہنشاہ وقت اورنگزیب عالمگیر (جو سنی صحیح العقیدہ حنفی اور صوفیاء کا عقیدت مند تھا) کو اسلامی علوم سے بے حد دلچسپی تھی۔ ان کے عہد اقتدار میں مسلمانوں پر شرک وبدعت کے خود ساختہ فتوے لگانے والوں کا کہیں نام نشاں نہ تھا۔ ان ہی کے عہد حکومت میں فقہ حنفی کا عظیم ذخیرہ فتاویٰ عالمگیری مرتب کی گئی۔ حضور سیدنا صاحب البرکات رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عظیم القدر والد ماجد اور دیگر موقر ومقتدر علماء سے اسلامی علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ قرآن واحادیث وتفسیر فقہ منطق فلسفہ وغیرہم علوم عربیہ ورسیہ کی تکمیل کی۔ مختلف مذاہب اور مختلف عقائد کی کتب کا وسیع النظری سے مطالعہ فرمایا۔

☆...... حضرت مخدوم صاحب البرکات سیدنا شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقد سیدنا سید مودود بلگرامی بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بلگرامی کی صاحبزادی واقعہ بی بی سے ہوا۔ ان سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ بڑے صاحبزادہ صاحب کا اسم گرامی سیدنا شاہ آل محمد تھا جو ہمارے مشائخ سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۸ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ بلگرام شریف میں ہوئی۔ والد ماجد سے خلافت پائی۔ آپ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ سیدنا شاہ محمد علیہ الرحمۃ کا عقد چچازاد بہن سیدہ غنیمت فاطمہ بنت سید عظمت سے ہوا جن کے دو صاحبزادے سید شاہ حمزہ اور سید شاہ حقانی اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔ سیدنا شاہ آل محمد کا وصال ۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں ہوا۔ حضور صاحب البرکات کے دوسرے صاحبزادے سیدنا شاہ نجات اللہ کی ولادت ۲۵ جمادی الاخری ۱۱۱۷ھ میں ہوئی۔ تعلیم وتربیت اپنے عظیم المرتبت والد ماجد سے پائی۔ حضور سیدنا صاحب البرکات نے بقضائے ضرورت اردو ہندی فارسی میں کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ کو فن ادب وشاعری میں عروج وکمال حاصل تھا۔ تاج العلماء سیدنا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قدس سرہ نے آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں بتائی ہیں۔ رسالہ چہار انواع۔ رسالہ سوال وجواب، عوارف ہندی۔ دیوان عشقی۔ پیم پرکاش۔ ترجیع بند، مثنوی ریاض العاشقین۔ وصیت نامہ۔ بیاض باطن۔ بیاض ظاہر۔ رسالہ تکسیر۔ (ان میں سے چند فقیر محمد حسن علی رضوی کے پاس بھی موجود ہیں)

عقیدہ ومسلک کا اظہار وبیان:

سیدنا صاحب البرکات قدس سرہ نے اپنی شاعری میں اپنا عقیدہ ومسلک کھل کر غیر مبہم انداز میں بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔ ؎

پانچو پانچو بانچیو بنی چار ہو ناتھ
باچو گے دکھ پاپ تیں نانچو بکسیہ ماتھ

حضور صاحب البرکات فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تمہارے لئے اہل بیت کی محبت لازمی ہے اور اہل بیت میں سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شامل ہیں۔ اگر اہل بیت سے محبت کروگے تو تمہاری تکالیف اور گناہ دور ہوجائیں گے اور جنت ٹھکانہ ہوگا اور فرماتے ہیں۔ ؎

ابی بکر اور عمر ین عثمان علی بکھان
ست نیت اور لاج ات بدیا بوجھ سجان

حضور ممدوح موصوف صاحب البرکات قدس سرہ حضرت چار یار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی امتیازی خصوصیات کی طرف اشاہ کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی ذوالنورین، سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالترتیب صدق سچائی، عدل وانصاف، شرم وحیاء علم وبہادری کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ ان سے محبت اور ان کی عزت کرنا ضروری ہے۔ سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے کلام بلاغت نظام عرش احتشام میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ حضور صاحب البرکات مزید فرماتے ہیں اور رافضیت پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔ ؎

مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں دھرم کر کی چھین
اک تو چاہیں ادھک کے اک تو دیکھیں ہین

فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو باقی تین خلفاء سے افضل بتانا دانائی نہیں، نادانی ہے۔

عقیدہ توحید:

فرماتے ہیں۔ ؎

گت تہاری ادھک ہے موہت سکے نہ گائے
جیون کتان سم چند کے ٹوک ٹوک ہو جائے

فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جل وعلا وحدہ لاشریک کی کماحقہ حمد وثنا بیان کرنا بندے کے لئے ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے بندے کی زبان بند ہو جاتی ہے۔

سیدنا غوث اعظم قطب عالم:

پیر پیراں میر میراں شاہ جیلاں سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ارفع واعلیٰ میں عرض گزار ہیں۔ ؎

پیمی جنیہ لوں چت چلے ایما کہیے گھبیر
تا ہوتیں تم ادھک ہو شاہ محی الدین پیر

فرماتے ہیں: اے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں آپ کی خوبیاں کماحقہ بیان نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے آپ جیسا صاحب کمال نظر نہیں آتا آپ کا مرتبہ بہت اونچا ہے اور میرا دماغ تو آپ کے عالی مدارج سوچنے سے بھی عاجز ہے۔ اسی لئے امام اہلسنت مجدد اعظم قدس سرہ نے بھی بارگاہ غوثیت میں عرض کیا ہے۔ ؎

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں جچے دیکھ کے تلوا تیرا

حضور صاحب البرکات قدس سرہ العزیز حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ پیم پرکاش، دیوان عشقی اردو وہندی فارسی کے نادر نمونے ہیں حضرت ممدوح اردو مین عشقی اور ہندی میں پیمی تخلص رکھتے ہیں۔ پیم پرکاش کے بند نمبر ۹۸ کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں حضور سیدنا غوث اعظم سرکار کو محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم کہہ کر یاد فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ ترجمہ: فرمایا: میں نے پیران پیر کا سہارا لے لیا ہے اور میری تمام امیدوں کے مرکز حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سیدنا غوث اعظم اپنے مریدوں کے دل میں امیدوں کے چراغ روشن کرتے ہیں۔ غوث اعظم کی مدد سے بفضلہ تعالیٰ غربت دور ہو جاتی ہے۔ گناہ دور بھاگتے ہیں مشکلوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف وتوصیف بیان کرنا چاہئے کیونکہ وہ اپنے مریدوں کے بے چین دل کا قرار ہیں۔ دل کی مرادیں پوری فرماتے ہیں۔

بارگاہ رسالت میں حسن عقیدت ومحبت ونیاز مندی کا انداز ملاحظہ ہو:

گیت نظم ۹۶ میں فرماتے ہیں ترجمہ: اے لوگو! تمہارے لئے لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت کرو اور رسول پاک ﷺ کی شان رسالت، کائنات میں اس طرح سمائی ہوئی ہے جس طرح پھول میں خوشبو ہوتی ہے۔ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ ﷺ! آپ کی تعریف شمال وجنوب مشرق ومغرب آسمانوں اور زمینوں میں کی جاتی ہے۔ اس حقیقت کو سیدنا امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے کلام عرش احتشام میں یوں بیان فرمایا ہے۔ ؎

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

حضور صاحب البرکات کے مرقومہ بالا ارشادات و فرمودات سے یہ بات بھی امس وشمس کی طرح روشن ہو کر واضح

ہوئی کہ آج سے پانچ سو سال پہلے کے اکابر واسلاف کے وہی عقائد ومعمولات اور وہی مسلک تھا جو آج مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کہلاتا ہے اور سنی بریلوی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

سلاسل اربعہ کی اجازتیں خلافتیں:

حضور سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہ کو طریقت میں سلاسل اربعہ کے جلیل القدر عظیم المرتبت اکابر واسلاف سے سلسلہ عالیہ چشتیہ قدیم آبائی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ قدیم آبائی۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ قدیم آبائی۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ قادریہ جدید کالپویہ۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ جدید کالپویہ۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ۔ جدید کالپویہ۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ جدید کالپویہ وسلسلہ عالیہ مداریہ میں اجازتیں خلافتیں حاصل ہیں۔ اس طرح آپ طریقت ومعرفت کے مجمع البحرین ہیں۔

سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہ کے خلفاء:

عصر رواں میں تو شائد ہی کوئی مندرجہ ذیل جلیل القدر خلفاء سے کماحقہ، واقف ہو مگر اپنے اپنے عہد سے یہ خلفاء کرام آسمان طریقت کے درخشندہ ستارے تھے صرف اسماء مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

☆..... سیدنا شاہ عبداللہ مارہروی۔ ☆..... سیدنا شاہ میم حیدر آباد دکنی۔ ☆..... سیدنا شاہ مشتاق البرکات۔ ☆..... سیدنا شاہ من اللہ شاہجہاں پوری۔ ☆..... سیدنا شاہ راجو بلگرامی۔ ☆..... سیدنا شاہ ہدایت اللہ ضلع ایٹہ یوپی۔ ☆..... سیدنا شاہ روح اللہ۔ ☆..... سیدنا شاہ عاجز عرف محمد اعظم مارہروی۔ ☆..... سیدنا شاہ نظر۔ ☆..... سیدنا شاہ صابر عرف غلام علی مارہروی۔ ☆..... سیدنا شاہ جمعیت۔ ☆..... سیدنا شاہ حسین بیراگی۔

☆..... سیدنا شاہ صادق ایٹہ یوپی۔ قدست اسرارہم ورضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

آپ کے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ بہت سے مشائخ طریقت اہل اللہ آپ کے نامور خلفاء تھے جن کے کوائف حوادث زمانہ کی زد میں آ گئے اور تلاش بسیار کے باوجود نہ ملے۔

آپ نے بلگرام شریف سے تشریف لا کر مارہرہ کو مطہرہ اور رشک چمن اور علماء ومشائخ واہل اللہ کا مرجع بنا دیا۔ بریلی شریف اور بدایوں شریف وغیرہ کے اکثر اکابر مارہرہ مطہرہ کے مشائخ طریقت سے شرف بیعت وخلافت رکھتے تھے۔ اور مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ برکاتی خانقاہ کا فیض عالمگیر ہوا اور شرق وغرب کے ممالک میں فیض بخش عام ہوا۔

وصال شریف: صاحب البرکات سیدنا سید شاہ برکت اللہ عشقی پیمی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شب عاشورہ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ مطابق ۱۷۲۹ء مارہرہ مطہرہ میں ہوا۔ وہیں عرس سراپا قدس فیض بخش عام ہوتا ہے۔ ؎

یہ برکاتی آستانہ برکت ہے خزانہ

بقیہ: حُسَيْنٌ مِنِّي وَاَنَا مِنْ حُسَيْن

یزید کی اتباع کا پیغام ملا مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ آپ کے قدم کشاں کشاں میدان کربلا کو بڑھتے چلے گئے۔ اور وہاں آپ نے جس صبر وثبات، جرات وشجاعت کا ثبوت دیا اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ سخاوت ایسی کہ سارا خاندان قربان کر دیا اور جرات و بہادری ایسی کہ جان تو دے دی مگر ایک فاسق وفاجر کے ہاتھ پر بیعت کرنا گوارا نہیں کیا ؎

شاہ است حسین پادشاہ است حسین رضی اللہ عنہ
دین است حسین دین پناہ است حسین رضی اللہ عنہ
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین رضی اللہ عنہ

شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند

مولانا محمد مصطفی رضا خان نوری بریلوی قدس سرہ العزیز

از: علامہ حافظ پیر محمد فیض رسول قادری صاحب ڈیرہ حافظ جی اسماعیل ٹاؤن جھنگ روڈ، فیصل آباد

دنیا میں ان گنت لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، یہ سلسلہ ارضِ خاکی پر حضرت انسان کی آمد سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا، مگر ان آنے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ آکر چلے تو جاتے ہیں، مگر جاتے جاتے ایک گلشن آباد کر جاتے ہیں اور ان کے دارِ بقا کی طرف چلے جانے کی بعد بھی ان کے لگائے ہوئے گلستان کی خوشبو سے فضائے عالم مہکی رہتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز کی ذات اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی تھی۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ آپ ساری زندگی پوری دنیا میں فیضان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بانٹتے رہے اور جاتے جاتے ایسی بہت سی یادگار شخصیات چھوڑ گئے، جن میں سے ہر ایک ہستی فیضانِ رضا کا مہکتا ہوا گلستان تھی۔ آپ کے خلف اصغر حضور مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا بن امام احمد رضا خاں بریلوی بھی اپنے والد گرامی کی حسین یادگار اور فیضان رضا کا سرچشمہ تھے، جنہوں نے لاکھوں دلوں کو عشق رسول اور انوار رضا کی روشنی سے منور کیا۔

22 ذوالحجہ 1310ھ/ 7 جولائی 1893ء کو بریلی شریف میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ولادت سے ایک روز قبل آپ کے والد گرامی حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز اپنے مرشد کامل کے آستانہ عالیہ مارہرہ شریف میں حاضر تھے۔ آپ نے جواب میں دیکھا کہ فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی ہے اور خواب میں ہی آل رحمٰن نام تجویز ہوا اور ایک روایت کے مطابق سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز مسجد کے زینے سے اتر رہے تھے اور حضور اعلیٰ حضرت ان کے پیچھے پیچھے آرہے تھے کہ اچانک حضرت نوری میاں صاحب نے فرمایا: مولانا صاحب! بریلی میں آپ کے گھر میں ایک صاحبزادے کی ولادت ہوئی ہے۔ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ اس کا نام آلِ رحمٰن رکھا جائے اور پھر فرمایا: جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچہ کو ضرور دیکھوں گا۔ وہ بڑا ہی فیروز بخت اور مبارک بچہ ہے۔

حضرت سید ابوالحسین احمد نوری نے "ابوالبرکات محی الدین جیلانی" نام منتخب فرمایا۔ پیدائشی نام محمد اور عرفی نام مصطفیٰ رضا رکھا گیا۔ چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں والد گرامی کی موجودگی میں بریلی شریف میں آپ کی تقریب بسم اللہ خوانی ہوئی ابھی چھ ماہ کی عمر تھی کہ مرشدِ کامل حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ العزیز بریلی تشریف لائے، اپنی آغوش مبارک میں لے کر دعاؤں سے نوازا اور منہ میں انگلی ڈال کر مرید فرمایا اور جمیع سلاسل کی خلافت سے سرفراز فرمایا، نیز فرمایا:

یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا۔

ولادت سے پہلے آپ کے والد گرامی نے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تھی: "اے مالک بے نیاز! یا رب کریم! مجھے ایسی اولاد عطا فرما جو عرصہ دراز تک تیرے دین اور تیرے بندوں کی خدمت کرے"۔ والد گرامی نے آپ کو جمیع اوراد واشغال اور جمیع سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

آپ نے اپنے والد گرامی کی تربیت میں علمی منازل طے کیں اور اوج کمال پر فائز ہوئے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں 1328ھ/1910ء میں آپ نے پہلا فتویٰ لکھا۔ یہ رضاعت کا مسئلہ تھا۔ والد گرامی نے فتویٰ پڑھ کر تصدیق فرمائی اور لکھا:

"صَحَّ الْجَوَابُ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ"

اور اس پر تصدیقی دستخط فرمائے اور بطور انعام "ابو البرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا" کی مہر بنوا کر عطا فرمائی۔

حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کو اپنے خلف اصغر مفتی اعظم کی فقاہت پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنے بعض فتاویٰ پر ان کے تائیدی دستخط کرواتے۔ والد گرامی کے وصال کے بعد پاک وہند، بنگلہ دیش، افریقہ، امریکہ، سری لنکا، ملائیشیا، مشرق وسطیٰ اور یورپی ممالک کے علماء فتویٰ کے لئے آپ کی طرف رجوع فرماتے۔ 1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس میں ہزاروں علماء ومشائخ نے برصغیر کے لئے دار القضاۃ کے چند مفتیان کرام کے اسماء پر اتفاق کیا۔ ان میں حضور مفتی اعظم ہند کا نام نامی سرفہرست ہے۔

آپ کی غیرت ایمانی کا یہ عالم تھا کہ کفار کی کچہریوں کو کبھی عدالت نہ کہا۔ کبھی کسی سربراہ مملکت کے ہاں نہیں گئے۔ سابق صدر بھارت ڈاکٹر فخر الدین علی، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ ابراہیم اور بھارت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ان کی مجلس میں حاضری کی اجازت مانگی مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایک درویش کا بادشاہوں اور ارباب حکومت سے کیا تعلق؟ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہو کر بہت سی نعتیں لکھیں۔ آپ ایک عظیم مفتی تھے۔ آپ کے بعض فتاوی 7 جلدوں میں شائع ہو کر منظر عام پر آچکے ہیں۔ آپ ایک عظیم محقق اور مصنف تھے۔ بہت سی یادگار تصانیف چھوڑ کر گئے ہیں۔ آپ ایک عظیم استاد تھے۔ حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز جیسی شخصیات آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ آپ ایک عظیم شیخ طریقت تھے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آپ کے مریدین کی تعداد سوا کروڑ ہے۔ بڑے بڑے علماء ومشائخ آپ کی ارادت پر فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ کے خلفاء کرام ہزاروں کی تعداد میں ہیں جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اپنے والد گرامی کے فیضان سے ہزاروں گلستان آباد کر کے اکانوے برس کی عمر میں 14 محرم الحرام 1420ھ/ 12 نومبر 1982ء رات ایک بج کر چالیس منٹ پر آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگلے روز نماز جمعہ کے بعد اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں حضرت مولانا سید مختار اشرف رحمہ اللہ تعالیٰ سجادہ نشین کچھوچھہ نے سوا تین بجے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، نماز جنازہ میں پچیس لاکھ افراد نے شرکت کی۔ آپ کی نماز جنازہ کا اجتماع ایک تاریخی اجتماع تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مرقد انور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

ذکر نابغہ روزگار شخصیت کا

تحریر: حافظ محمد ابرار احمد رضا رضوی

قدرت کے نرالے انداز ہیں کہ اس جہان آب وگل میں نہ جانے کتنے انسان جنم لیتے ہیں اور بچپن، جوانی، بڑھاپے کے مراحل سے گزرتے ہوئے موت کی آغوش سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ بظاہر ایک ہی جیسے نظر آنے والوں میں سے کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں قدرت قوم کی راہنمائی کے لئے منتخب کر لیتی ہے۔ان کی زندگی کے معمولات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا رنگ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ دنیا کے ظلمت کدوں میں ان کا وجود مینارہ نور کا کام دیتا ہے۔ایسی ہی پاکیزہ شخصیات میں سے ایک عظیم شخصیت جس کے تذکارِ کریمہ کے لئے سینہ قرطاس وا ہے۔ وہ سفیر اسلام، امام العصر، پیر طریقت شیخ الحدیث حافظ ابوالخیر محمد ظہور احمد قادری رضوی نوری رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

1936ء کو موضع کدھر شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں میاں عطاء اللہ نوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ شہری آبادی سے ہٹ کر ویرانوں میں یہ دیہات آباد تھا۔مگر شانِ قدرت کہ اس عظیم بندہ خدا کی برکت سے یہی دیہات ہزاروں عقیدت مندوں کے لئے مرکزِ صحبت بن گیا۔

آپ کے والد گرامی میاں عطاء اللہ نوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دور کے عظیم روحانی پیشوا تھے۔ آپ کو خوش قسمتی سے ایسا خانوادہ میسر آیا کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی گھٹی میں شامل تھی۔

جامع مسجد سنی رضوی کدھر شریف میں حافظ محمد دین رحمہ اللہ تعالیٰ سے حفظ قرآن مجید کی سعادت حاصل کی۔ اپنے ماموں اور وقت کے عظیم عالم ربانی پیر طریقت علامہ ابوزبیر عبدالمصطفیٰ محمد سعید نقشبندی کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ آستانہ عالیہ مانگٹ شریف کی خدمت میں حاضر ہو کر فارسی اور ابتدائی کتب درسیہ کی تعلیم حاصل کی۔

1948ء میں بھکی شریف حافظ الحدیث پیر سید جلال الدین شاہ صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد نواز نقشبندی کیلانی اور علامہ مولانا محمد یوسف لکستانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ کافیہ تک کتب پڑھیں۔اس کے بعد شرقپور شریف میں قاضی عبدالسبحان فلاہیٔ رحمہ اللہ تعالیٰ سے قطبی وغیرہ تک کتب پڑھیں۔ پھر آپ جامعہ نعیمیہ لاہور آ گئے اور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی رحمہ اللہ سے خوب علمی استفادہ کیا۔ وہیں رہ کر فاضل عربی کورس بھی مکمل کیا۔ پھر آپ واپس بھکی شریف آ گئے اور یہاں مزید دو سال تک تعلیم حاصل کرتے رہے اور موقوف علیہ کی تکمیل کی۔ پھر آپ کی خوش نصیبی کہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں حضور محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور آپ کی بارگاہ سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔

1960ء میں آپ دستار فضیلت سے مشرف ہوئے۔

علوم دینیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے شیخ مکرم اور استاد محترم حضور محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے آبائی گاؤں کدھر شریف میں دارالعلوم قائم کیا۔ (باقی صفحہ 33 پر)

سلام ذریعہ محبت

(قسط نمبر 6)

تحریر: مولانا ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی، چنیوٹ

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَ الْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ. والقليلُ علَى الكثير.

چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

صحیح بخاری جلد۳ صفحہ 475 رقم الحدیث 6231 فرید بک سٹال، لاہور

صحیح بخاری جلد۳ صفحہ 476 رقم الحدیث 6234، فرید بک سٹال، لاہور

جامع ترمذی صفحہ 636 رقم الحدیث 2704، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان

سنن ابوداؤد جلد۳ صفحہ 4152 رقم الحدیث 5198، دارالمعرفہ بیروت، لبنان

مشکوٰۃ المصابیح جلد۳ صفحہ۳ رقم الحدیث 4627، دارالتوفیقیہ للتراث قاہرہ، مصر

شارحین فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت ہے جب دو مسلمان آمنے سامنے آئیں اور اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے پاس حاضر ہو تو سلام میں پہل کرنا باہر سے آنے والے کے لئے ضروری ہوگا۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ قلیل گروہ ہو یا کثیر۔

اشعۃ اللمعات جلد۵ صفحہ 834، فرید بک سٹال لاہور۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ سواری پر سوار آدمی پیدل جانے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کہے اور اگر دو آدمی پیدل جا رہے ہوں ایک آگے اور دوسرا پیچھے تو پیچھے سے آنے والا آگے والے کو سلام کرے۔ فتاوی عالمگیری جلد 5 صفحہ 225

صحیح مسلم صفحہ 1126 رقم الحدیث 6251، دارالمعرفہ بیروت، لبنان

سنن ابوداؤد جلد 4 صفحہ 462 رقم الحدیث 5232، دارالمعرفہ بیروت، لبنان

جامع ترمذی صفحہ 634 رقم الحدیث 2693، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان

سنن ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 404 رقم الحدیث 3699، فرید بک سٹال، لاہور

شرح السنہ جلد 6 صفحہ 296 رقم الحدیث 3202، دارالتوفیقیہ للتراث قاہرہ، مصر

اس حدیث سے جہاں کسی کا سلام پہنچانے اور جواب دینے کا طریقہ معلوم ہوا۔ وہیں پر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وشان اور خداداد رفعت و مقام کا بھی پتہ چلا کہ آپ کی عصمت کا یہ مقام ہے کہ جناب جبریل امین علیہ السلام نے بھی آپ کو خدا کے حکم سے سلام فرمایا:

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بنت	صدیق	آرام	جان نبی
اس	حریم	برأت	پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جہاد کا ارادہ ہے مگر میرے پاس جہاد کا سامان نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے جہاد کا سامان تیار کیا ہے لیکن وہ بیمار ہو گیا ہے وہ آدمی اس شخص کے پاس گیا اور کہا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سلام فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم مجھ کو وہ سامان دے دو جو تم نے تیار کیا ہے اور اس میں سے کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھو۔ تو اس نے کہا اے فلانی (لونڈی یا بیوی کو کہا) اس کو وہ سامان دے دو جو میں نے تیار کیا ہے اور کچھ پاس مت رکھنا بخدا اگر تم نے کوئی چیز اپنے پاس رکھی تو اس میں برکت نہ ہوگی۔

صحیح مسلم صفحہ 899 رقم الحدیث 4878، دار المعرفہ بیروت، لبنان

سنن ابوداؤد جلد ۳ صفحہ 116 رقم الحدیث 2780 دار المعرفہ، بیروت

شرح السنہ جلد 6 صفحہ 296 رقم الحدیث 3202، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ، مصر

اس حدیث شریف سے بھی کسی کے ذریعے سے پیغام پہنچانا ثابت ہوا۔

حضرت ابوکلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کب آئے ہو۔؟ تو اس نے عرض کیا: تین دن ہو گئے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم یہ سلام نہ پہنچاتے تو یہ تمہارے پاس امانت تھی۔

شرح السنہ جلد 6 صفحہ 296، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ، مصر۔

بچوں کو سلام کہنا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بچوں کے پاس سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام فرمایا:

سنن ابوداؤد جلد 4 صفحہ 453 رقم الحدیث 5202، دار المعرفہ بیروت، لبنان

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور میں بچوں میں سے ایک بچہ تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام فرمایا: پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کسی کام کے لئے بھیجا پھر خود ایک دیوار کے سائے میں یا دیوار کے پاس جلوہ فرما ہو گئے یہاں تک کہ میں واپس آ گیا۔

سنن ابوداؤد جلد 4 صفحہ 453 رقم الحدیث 5202، دار المعرفہ، بیروت لبنان

حضرت عنبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکتب میں تشریف لے جاتے تو بچوں کو سلام فرماتے۔ (الادب المفرد صفحہ 685۔ رقم الحدیث۔ 1044، پروگریسو بکس لاہور)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بچوں کو چھوٹا سمجھ کر انہیں سلام کہنے سے شرمانا ہچکچانا نہیں چاہئے اور نہ ہی اپنی توہین سمجھنی چاہئے اور نہ اس سے صرف نظر کرنا چاہئے بلکہ ان کو پیار سے سلام کہنا چاہئے، یہی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور اس طرح بچوں کے دل میں بڑوں کے لئے ادب واحترام اور حیا پیدا ہوگا۔ ان کی عزت کرنے کا سلیقہ آئے گا، ان سے بات کرنے کا طریقہ آئے گا، بچوں پر شفقت کرنی چاہئے۔ اس شفقت کا بدلہ آپ کو عزت کی صورت میں حاصل ہوگا۔

عورتوں کو سلام کہنا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے، میں بھی عورتوں میں موجود تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا:

سنن ابوداؤد جلد 4 صفحہ 454 رقم الحدیث 52004، دار المعرفہ بیروت، لبنان

جامع ترمذی صفحہ 635 رقم الحدیث 2693، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

سنن ابن ماجہ جلد 2 صفحہ 405 رقم الحدیث۔ 3701، فرید بکسٹال، لاہور

غیر محرم عورتوں کو سلام کہنا یہ صرف حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو احکم الحاکمین نے ہر فتنے سے محفوظ و مامون رکھا ہے، باقی کسی کے لئے بھی غیر محرم عورت کو سلام کرنا یا کروانا مکروہ ہے البتہ اگر کوئی بوڑھی عورت ہو جہاں فتنہ کا خطرہ نہ ہو وہاں

سلام کہا جا سکتا ہے اور جواب بھی دیا جا سکتا ہے۔

اہل کتاب کو سلام کہنا:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کہنے میں ابتداء نہ کرو۔

صحیح مسلم صفحہ 1019 رقم الحدیث 5626، دار المعرفہ بیروت، لبنان

جامع ترمذی صفحہ 408۔ رقم الحدیث، 1602، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

جامع ترمذی صفحہ 635 رقم الحدیث 2700، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 4 رقم الحدیث 6429، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ، مصر

اگر وہ سلام کریں تو:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب یہودی تمہیں سلام کہتے ہیں تو وہ سام علیکم کہتے ہیں تو تم بھی صرف وعلیک کہہ دیا کرو۔

صحیح بخاری جلد 3 صفحہ 485 رقم الحدیث 6258، فرید بک سٹال، لاہور

صحیح مسلم صفحہ 1018 رقم الحدیث 5617، دار المعرفہ بیروت، لبنان

مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 4 رقم الحدیث 4630، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ، مصر۔

مندرجہ بالا دو احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ

یہودیوں اور عیسائیوں پر سلام کہنے میں پہل مت کرو اور اگر وہ سلام کریں تو جیسا سلام کریں ویسا ہی انہیں لوٹا دو۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے جواب میں وعلیک سے زیادہ نہ کہا جائے۔ کیونکہ یہودی کہتے تھے اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ، یعنی تم پر موت آئے، تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی ان پر لوٹا دو۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: یہودیوں کے ایک گروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بازیابی کی اجازت چاہی، انہوں نے کہا اَلسَّامُ عَلَیْکُم (تم ہلاک ہو) وَعَلَیْکُم السَّامُ وَ اللَّعْنَۃُ. (یعنی تم پر ہلاکت اور لعنت ہو) تو آقا کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! اللہ مہربان ہے ہر کام میں نرمی فرماتا ہے میں نے عرض کیا کہ آپ نے سنا یہودیوں نے کیا کہا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بھی وَعلیک کہہ دیا ہے۔

صحیح بخاری جلد 3 صفحہ 484 رقم الحدیث 6256، فرید بکسٹال، لاہور

صحیح مسلم صفحہ 1018، رقم الحدیث 5621، دار المعرفہ بیروت، لبنان

ترمذی صفحہ 636 رقم الحدیث 2710، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 صفحہ 4 رقم الحدیث 4632، دار التوفیقیہ للتراث قاہرہ، مصر

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہیں کرنی چاہئے اگر وہ سلام کہہ دیں اپنے لفظوں میں تو جواب میں صرف وَعَلَیْکُم کہنا چاہئے۔ لیکن کافروں کو سلام نہ کریں اور اگر وہ کہہ دیں تو جواب میں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ۔ کہنا چاہئے، یا پھر ہَدَاکَ اللّٰہُ یعنی اللہ تمہیں ہدایت عطا فرمائے کہنا چاہیئے۔

فتاویٰ عالمگیری جلد 5 صفحہ 325، اشعۃ اللمعات جلد 5 صفحہ 839

کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا مثلاً سلام نہ کیا تو کوئی نقصان پہنچائے گا تو پھر کوئی حرج نہیں۔

درمختار جلد 9 صفحہ 681، بہار شریعت جلد 3 صفحہ 462، مکتبہ المدینہ کراچی

لیکن یاد رہے کہ ہرگز ہرگز اس کی تعظیم کے لئے سلام نہ کہیں کیونکہ کافر کی تعظیم بھی کفر ہے۔ المرجع السابق

فاسق کو سلام کہنا:

جو شخص اعلانیہ فسق (یعنی گناہ) کرتا ہو اس کو سلام نہ کریں، اگر کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہوں اور سلام نہ کہنے یا زیادہ سختی کرنے سے وہ پریشان کریں گے اور اگر نرمی کرتا ہے اور ان کو سلام کہتا ہے تو وہ تکلیف دینے سے باز رہتے ہیں۔ تو ظاہری طور پر ان سے میل جول رکھے کیونکہ ایسا آدمی معذور ہے۔

فتاویٰ عالمگیری جلد 5 صفحہ 326 بہار شریعت جلد 3 صفحہ 463۔

مکتبہ المدینہ کراچی

بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہودیوں، عیسائیوں کو ضرورت یا حاجت (یا تالیف قلب یعنی ان کو سلام کی طرف مائل کرنے کی غرض سے) اسلام کہنا جائز اور درست ہے اور بدعتیوں اور فاسقوں کا بھی یہی حکم ہے۔

اشعۃ اللمعات جلد5 صفحہ 829، فرید بکسٹال، لاہور

گناہ کا مرتکب جب تک توبہ نہ کرلے سلام نہ کہو:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہمارے ساتھ کلام سے منع کر دیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا، اور اپنے دل میں ارادہ کیا کہ دیکھوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دینے کے لئے اپنے لب ہائے مبارکہ کو حرکت دیتے ہیں یا نہیں الغرض اس حالت میں پچاس روز گزر گئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد بارگاہ خداوندی میں ہماری توبہ قبول ہونے کی خوشخبری سنائی (تو ہمارا اسلام وکلام بحال ہوا)

صحیح بخاری جلد3 صفحہ 484، رقم الحدیث6255، فرید بک سٹال، لاہور

نوٹ! ان کی نیت میں کوئی فرق نہیں تھا اور وہ جانا بھی چاہتے تھے، بس ان سے ذرا سی سستی ہوگئی جس کی وجہ سے وہ غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکے جیسا کہ حدیث کی تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے۔

ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنا:

زبان سے سلام کہنے کی بجائے صرف انگلیوں یا ہتھیلی کے اشارے سے سلام کرنا منع ہے چنانچہ حضرت سیدنا عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہمارے غیر سے مشابہت اختیار کرنے والا ہم میں سے نہیں۔ یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلی کے اشارے سے۔

جامع ترمذی صفحہ 634 رقم الحدیث 2695 دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

اگر کسی نے زبان سے سلام کے الفاظ کہے اور ساتھ ہی ساتھ ہاتھ بھی اٹھا دیا تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(احکام شریعت، حصہ اول صفحہ 72)

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب انہیں سلام کہا جائے تو وہ آگے سے سر ہلا دیتے ہیں جواب زبان سے دینا چاہیے سر سے نہیں۔ عجیب سوچ ہے ایسے حضرات کی کہ پانچ کلو کا سر ہلا دیتے ہیں مگر ایک چھٹانک کی زبان نہیں۔

مردوں کی تحیت:

حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عَلَیکَ السَّلَامُ۔ نہ کہو، کیونکہ یہ مردوں کی تحیت ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ، کہا کرو

جامع ترمذی صفحہ 640، رقم الحدیث، 2722، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

سونے والوں کو سلام نہ کہو:

حضرت سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: حضور شہنشاہ حسینان عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تشریف لاتے تو سلام فرماتے آپ سونے والوں کو نہ جگاتے اور جو جاگ رہے ہوتے ان کو سلام فرماتے۔ ایک دن جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اسی طرح سلام فرمایا جس طرح پہلے فرمایا کرتے تھے۔

صحیح مسلم صفحہ 970، رقم الحدیث5330، دار المعرفہ، بیروت

جامع ترمذی صفحہ 639، رقم الحدیث2719، دار الکتب العلمیہ، بیروت

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے در کا یہ ادنیٰ ترین غلام آپ کی خدمت میں سیدہ خاتون جنت کا واسطہ دے کر عرض و فریاد کرتا ہے کہ کبھی اس ناچیز پر بھی خواب میں ہی کرم فرما

دیجئے۔ دیدار پر انوار عطا فرما دیجئے۔

جلوہ یار ادھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستہ تیرا

ان کو سلام نہ کہیں:

کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس وتدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے۔ اسی طرح اذان واقامت وخطبہ عیدین کے وقت سلام نہ کرے سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے، مثلاً عالم وعظ کر رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 5 صفحہ 325-326) (بہار شریعت جلد3 صفحہ 462 مکتبہ المدینہ کراچی)

عالم دین تعلیم علم دین میں مشغول ہے، طالب علم آیا تو سلام نہ کرے اور اگر اس نے سلام کیا تو جواب دینا واجب نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد5 صفحہ 326)

اگر وہ نہ بھی پڑھ رہا ہو تب بھی سلام کا جواب دینا واجب نہیں کیونکہ یہ اس کی ملاقات کو نہیں آیا ہے کہ اس کے لئے سلام کرنا مسنون ہو بلکہ پڑھنے کے لئے آیا ہے، جس طرح قاضی کے پاس جو لوگ اجلاس میں جاتے ہیں وہ ملنے کو نہیں جاتے بلکہ اپنے مقدمے کیلئے جاتے ہیں۔ (بہار شریعت جلد3 صفحہ 462، مکتبہ المدینہ، کراچی)

جو شخص ذکر میں مشغول ہو اس کے پاس کوئی آیا تو سلام نہ کرے اگر کیا تو ذاکر (یعنی ذکر کرنے والے) پر جواب دینا واجب نہیں۔

(حوالہ مندرجہ بالا)

جو شخص پیشاب یا پاخانہ کر رہا ہے یا کبوتر اڑا رہا ہے یا حمام یا غسل خانہ مین ننگا نہا رہا ہے اس کو سلام نہ کیا جائے اور اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ (المرجع السابق)

اکثر جگہ دیکھا گیا ہے کہ چھوٹا جب بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو۔ یہ سلام کا جواب نہیں ہے، بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے حَیَّاکَ اللّٰہ۔ اسلام نے یہ بتایا کہ جواب میں وعلیکم السلام کہا جائے۔

بہار شریعت جلد3 صفحہ 465، مکتبہ المدینہ، کراچی

بقیہ: ذکر نابغہ روزگار شخصیت کا

جامع مسجد سنی رضوی کدھر شریف کی تولیت وخطابت آپ کے ذمہ ہی تھی۔ وہاں سے ہی آپ نے دار العلوم کا آغاز کیا بعد ازاں گاؤں کے مشرقی کنارے پر برلب نالہ اپنی ذاتی زمین میں 1961ء میں دار العلوم غوثیہ رضویہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ دار العلوم کے لئے زر تعاون سب سے پہلے حضور محدث اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمایا اور دار العلوم کی ترقی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ بیالیس سال تک آپ مسند تدریس پر جلوہ افروز رہے اور دور دراز سے آنے والے طلباء کو علمی فیضان سے سیراب فرماتے رہے۔ طالبان طریقت کو فیوضات روحانیہ سے مستفید فرماتے رہے۔ عوام الناس کے قلوب میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ فروزاں کرتے رہے۔ 15 اکتوبر 2006ء بروز بدھ عید الفطر کی شب پونے چار بجے آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

آپ کی اولاد میں تین صاحبزادگان اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادگان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(1)۔ علامہ مولانا صاحبزادہ پیر محمد خالد محمود حیدر رضوی۔

(2)۔ صاحبزادہ حافظ محمد طارق مسعود رضوی۔

(3)۔ صاحبزادہ محمد ساجد مقبول رضوی۔

اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مرقد انور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تحریر: مولانا محمد شفقت علی ہرل قادری عطاری ہرسہ شیخ، چنیوٹ — قسط نمبر (2)

فرمان مصطفےٰ ﷺ ہے:

عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ.

ترجمہ: علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ 122، نور الابصار صفحہ 89، الصواعق المحرقۃ صفحہ 124، ینابیع المودۃ جلد 2 صفحہ 96، مناقب الخوارزمی صفحہ 177، منتخب الکنز جلد 5 صفحہ 30)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ مُحَمَّدٍ مِنْ صُلْبِ عَلِیٍّ.

ترجمہ: بے شک اللہ نے محمد ﷺ کی نسل علی کی پشت سے چلائی۔

(کنز العمال شریف جلد 2 صفحہ 201، الصواعق المحرقۃ صفحہ 124، مناقب الخوارزمی صفحہ 328، منتخب الکنز جلد 5 صفحہ 30)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

میں حکمت و دانائی کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(سنن ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 412)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(الصواعق المحرقۃ صفحہ 122)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

(الصواعق المحرقۃ صفحہ 123)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تحقیق اس نے اللہ سے محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔ (الصواعق المحرقۃ صفحہ 123)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

میری طرف سے ادائیگی صرف میں کر سکتا ہوں یا علی۔

(سنن ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 213)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(صحیح بخاری شریف جلد 1 صفحہ 525)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَ ھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ.

ترجمہ: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

(الصواعق المحرقۃ صفحہ 123، سنن ترمذی شریف جلد 5 صفحہ 632، مناقب الطبری صفحہ 119)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

عَلِیٌّ ھُوَ نَفْسِیْ وَ اَنَا نَفْسُہٗ

ترجمہ: علی میری جان ہے اور میں علی کی جان ہوں۔

(مناقب الخوارزمی صفحہ 90، قریب من لفظ ینابیع المودۃ جلد 1 صفحہ 173)

فرمان مصطفےٰ ﷺ:

عَلِیٌّ مَوْلٰی مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ.

ترجمہ: علی مولیٰ (محبّ) ہے اس کا جس کا میں مولیٰ ہوں۔

(ینابیع المودۃ جلد 2، صفحہ 77، تاریخ ابن عساکر جلد 42 صفحہ 187، کنز العمال شریف جلد 12 صفحہ 204، الجامع الصغیر جلد 2 صفحہ 630، رقم الحدیث شریف 5632)

جس قلب میں ہو حب نبی الفت شیخین
واللہ وہی کرتا ہے توقیر علی کی
دشمن ہے وہ اللہ عزوجل و نبی و خلفاء کا
کرتا ہے جو ادنیٰ سی بھی تحقیر علی کی
حیراں کیا کرتی ادیب و خطباء کو
بیساختہ ہوتی تھی جو تقریر علی رضی اللہ عنہ کی
سرکار نے خیبر میں دیا فتح کا جھنڈا
اس روز تو فائق ہوئی تقدیر علی

امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا:

حضرت سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کے خطبہ میں بیٹھا ہوا تھا اور اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے فرمایا:

مجھ سے پوچھو اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو ہونے والا ہے میں تم کو بتاؤں گا۔ (تم مجھ سے نہیں پوچھ سکو گے مگر) میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔

(الکلمۃ العلیا صفحہ 14، خالص الاعتقاد صفحہ 44، کنز العمال شریف جلد 6 صفحہ 405)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ تابعین سے ہیں فرماتے ہیں:

ہمارے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی ایک ایسا نہ تھا جس نے یہ فرمایا ہو۔ اصحاب میں سے سوائے سیدنا علی المرتضیٰ کے کسی نے ایسا نہ کہا کہ پوچھو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے میں تم کو خبر دوں گا۔

(خالص الاعتقاد صفحہ 44، الکلمۃ العلیا صفحہ 14، کنز العمال شریف جلد 6 صفحہ 405)

اے میرے عزیز! یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا؟

☆...... جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں منڈی میں پاسبان مسلک رضا حضرت علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی کے ایصال ثواب کیلئے محفل کا اہتمام کیا گیا۔ آپ کے انتقال کو اہل سنت و جماعت کے لئے عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے آپ کے لئے خصوصی دعاء کی گئی۔

☆...... جامعہ مسجد انوار مدینہ چک نمبر 110/10۔آر جہانیاں منڈی میں نباض قوم حضرت علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی صاحب کے ایصال ثواب کے لئے محفل کا اہتمام کیا گیا۔ آپ کے درجات کی بلندی کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

☆...... سنی رضوی جامع مسجد جھنگبازار آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان، فیصل آباد میں بعد از نماز جمعہ خلیفہ مجاز حضرت محدث اعظم علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمہ اللہ کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی اور آپ کے لئے مغفرت و بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

☆...... چوہدری شوکت حسین سیہول اور حاجی محمد آصف سیہول کے والد الحاج غلام حسین سیہول عرب شریف میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ان کی میت ان کے آبائی گاؤں چک نمبر ۱۱۰/۱۰ آر جہانیاں منڈی میں لائی گئی۔ یہاں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ نماز جنازہ مولانا ابوالحماد محمد محب النبی رضوی نے پڑھائی۔

☆...... محمد بشیر باجوہ رضوی کے والد گرامی بابا محمد ابراہیم باجوہ چک نمبر ۱۱۰/۱۰۔آر، جہانیاں منڈی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مولانا ابوالحماد محمد محب النبی رضوی نے پڑھائی۔

☆...... محمد اکرم جنرل اسٹور جہانیاں منڈی والے کی والدہ انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ مولانا ابوالحماد محمد محب النبی رضوی نے پڑھائی۔

کلام الامام امام الکلام

شرحِ کلام رضا قدس سرہ العزیز

تحریر: مولانا محمد مسجد رضا قادری، درجہ ثالثہ، نور حمزہ کالج سیکٹر X-7 گلشن معمار، کراچی

قسط نمبر 4

ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کام گار آقا ﷺ

مشکل الفاظ:

ملک خدا: مخلوق خدا کامگار: کام بنانے والا، کامیاب۔ قبضہ: بادشاہی

تشریح: ساری مخلوق پر پیارے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی بادشاہت ہے۔ کبھی کسی صحابی کیلیے سونے کے کنگن پہننا جائز کر رہے ہیں۔ تو کبھی سورج کو لوٹا رہے ہیں۔ کبھی چاند کے دو ٹکڑے کر رہے ہیں تو کبھی درخت چل کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہیں۔ کبھی بے زبان جانور اپنے احوال حضور علیہ السلام کو سنا رہے ہیں تو کبھی پتھر درود وسلام کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ کیوں کہ مخلوق خدا پر بادشاہت تاجدار دو عالم نور مجسم شاہ بنی آدم ﷺ کی ہے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرما دیں۔ کیوں کہ

خدا نے انہیں کیا اپنے ملک کا مالک
یہ فیض وجود کے دریا بہانے آئے ہیں
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ

سویا کیے نابکار بندے
رویا کیے زار زار آقا

مشکل الفاظ:

سویا کیے: سوتے رہے، نابکار: نکمے ر نالائق

زارزار: زاروقطار

تشریح:

ہم نکمے ناکارہ نالائق تو رات بھر سوتے رہے نہ آخرت کی فکر کی نہ نوافل کی کثرت کی بس بے پرواہ ہو کر سونے ہی سے غرض رہی۔ لیکن سید عالم ﷺ رات بھر اپنے امتیوں کی فکر میں روتے رہے۔ بلکہ اتنا روتے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک مطہر منور آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ یہ مصطفیٰ کریم ﷺ کی اپنے امتیوں سے محبت ہے۔ لیکن امت نے صلہ کیا دیا! بڑے افسوس کی بات ہے کہ اب آئے دن انہی محبوب کبریا التحیۃ والثناء کی عزت و ناموس پر حملے کئے جا رہے ہیں اور یہ امت خواب غفلت میں ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا بَقَاءُ الْاُمَّتِ بَعْدَ شتم نَبِیِّھَا.

جس امت کے نبی کی شان میں گستاخی کر دی جائے اس امت کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

دشمن احمد ﷺ پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

کیا بھول ہے ان کے ہوتے کہلائیں
دنیا کے یہ تاجدار آقا

مشکل الفاظ:

کیا بھول ہے: کیا مجال ہے ر کیا غلطی ہے

تاجدار: تاج والے ر بادشاہ ر شہنشاہ

تشریح: کسی کی کیا مجال اور کیا ہمت کہ سرور کون ومکان نبی آخر الزمان ﷺ کے ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو بادشاہ یا شہنشاہ کہلائے۔ کیوں کہ اگر کوئی شہنشاہ ہیں تو وہ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ کیوں کہ جب نور والے بادشاہ موجود ہیں تو کسی دوسرے کی کیا حیثیت کہ اپنا سکہ جمائے اور بادشاہ کہلائے۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کے آگے ان کی حیثیت کیا؟ ارے میرے مصطفیٰ ﷺ تو وہ بے مثل ہیں جن کا سایہ بھی رب نے نہیں بنایا۔ تو یہ خاک کے یہ فلمیں یہ نازیبا الفاظ بکنے والے کیا سمجھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شان کم ہوگی (معاذ اللہ)

میرے حضور کا نام تو وہ نام ہے جس پر رب کو نقطہ بھی گوارا نہیں۔ لفظ محمد کے معنی ہی یہی ہیں۔

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

ان کے ادنیٰ گدا پہ مٹ جائیں
ایسے ایسے ہزار آقا

مشکل الفاظ:

ادنیٰ: سب سے کم تر، گدا: سوالی

تشریح: جو بارگاہ مصطفیٰ ﷺ کا گدا اور سوالی بن جائے تو بڑے بڑے بادشاہ اس کے قدموں میں گر جاتے ہیں ادنیٰ گدا کی یہ شان ہے تو پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت کتنی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور ﷺ کرم فرماتے ہیں تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر بناتے ہیں۔ کسی کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح منصفِ اعظم بنا دیتے ہیں کسی کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرح حیاء کا زیور عطا فرما دیتے ہیں تو کسی کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح شجاعت کا علم عطا فرما دیتے ہیں۔ اور پھر جس کی نظر حضور جان عالم ﷺ کے قدمین شریفین طیبین طاہرین سے مس ہونے والی مبارک خاک پر پڑ جائے تو دنیا کے تونگر بھی اس کی خاطر میں نہیں آتے۔

کروں مدح اہل دول رضا
پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا
میرا دین پارہ نان نہیں

بے ابر کرم کے میرے دھبے
لا تغسلھا البحار آقا

مشکل الفاظ:

بے ابر کرم: کرم کے بادلوں کے بغیر

دھبے: داغ ر گناہوں کے نشانات

لا تغسلھا البحار: نہیں دھو سکتے ان دھبوں کو سمندر

تشریح: اگر دنیا بھر کے تمام سمندر اور دریا ہی کیوں نہ جمع ہو جائیں لیکن میرے گناہوں کی سیاہی اتنی زیادہ ہے کہ یہ تمام سمندر مل کر بھی میرے گناہوں کو دھو نہیں سکتے۔ بس آپ ﷺ کے کرم والے، رحمت والے، عظمت والے بادل ہی ہیں جو میرے گناہوں کو صاف کر سکتے ہیں اگر ابر کرم کے چند قطرے ہی میسر آ جائیں تو میری بات بن جائے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

مقطع

اتنی رحمت رضا پہ کر لو
لا یقربہ البوار آقا

مشکل الفاظ:

رضا: اعلیٰ حضرت کا تخلص

لا یقربہ البوار: ہلاکت اس کے قریب نہ آسکے۔

(باقی صفحہ 39 پر)

بزمِ فقہ

از ابوالحسنین رضوی

السوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میرے بڑے بھائی نے پانچ یا سات ماہ کی عمر میں اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تھا، پھوپھی کی بیٹی بھی اس کی ہم عمر تھی، کیا اب دونوں کی شادی ہوسکتی ہے؟ اگر اس کی شادی نہیں ہوسکتی تو دوسرے بہن بھائیوں کی شادی پھوپھی کی اولاد سے ہوسکتی ہے؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں ہماری راہنمائی فرمائیں۔

(نوید احمد، نوشہرہ ورکاں، گوجرانوالہ)

الجواب وھوالموفق للصواب:

آپ کے بڑے بھائی نے مدت رضاعت میں اپنی پھوپھی کا دودھ پیا، لہٰذا پھوپھی کی بیٹی اس کی رضاعی بہن ہوئی اور رضاعی بہن سے نکاح جائز نہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَاَخَوٰتُکُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ. (النساء:۲۳)

اور تم پر تمہاری رضاعی بہنیں حرام ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی (سے نکاح کرنے) کی بات کی۔

تو آپ نے فرمایا: وہ میرے لئے حلال نہیں۔ (یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب) رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں، وہ میری رضاعی بہن ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الشہادات، رقم الحدیث:۲۶۴۵)

دوسری حدیث میں فرمایا: الرضاعة تحرم ما تحرم الولادة۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، رقم الحدیث:۵۰۹۹)

رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جن رشتوں کو ولادت حرام کرتی ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعا حتی ان المرضعة لو ولدت من ھذا الرجل او غیرہ قبل ھذا الارضاع او بعدہ او ارضعت رضیعا او ولد لھذا الرجل من غیر ھذہ المرءة قبل ھذا الارضاع او بعدہ و ارضعت امرأة من لبنہ رضیعا فالکل اخوة الرضیع و اخواتہ. (الفتاوی الہندیہ ج ا ص ۳۴۳ مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ)

ترجمہ: دودھ پینے والے پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان دونوں کے تمام اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں خواہ وہ نسبی رشتے سے اصول وفروع ہوں یا رضاعی رشتے سے، حتیٰ کہ اگر دودھ پلانے والی کے ہاں اس کے موجودہ شوہر سے یا کسی اور شوہر سے کوئی اولاد ہو، خواہ دودھ پلانے سے پہلے ہو یا دودھ پلانے کے بعد ہو یا وہ کسی اور بچے کو دودھ پلائے یا دودھ پلانے والی کے شوہر کی کسی اور بیوی سے اولاد ہو، خواہ اسے دودھ پلانے سے پہلے ہو یا بعد میں تو یہ سب دودھ پینے والے کے بھائی بہن ہوئے۔

البتہ دودھ پینے والے بھائی کے دوسرے بہن بھائی جنہوں نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا، ان کا پھوپھی کی اولاد کے ساتھ نکاح حرام ہونے کا کوئی اور سبب موجود نہ ہو تو ان کا نکاح پھوپھی کی اولاد کے ساتھ جائز ہے۔

علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۸۸ء لکھتے ہیں:

(وتحل اخت اخیہ رضاعا) یصح اتصالہ بالمضاف کان یکون لہ اخ نسبی لہ اخت رضاعیة و بالمضاف الیہ کان یکون لاخیہ رضاعا اخت نسبا و

بھما. (الدر المختار مع الرد المحتار ج ۲ ص ۴۴۲ مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ)

ترجمہ: حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے۔

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

بکر نے اگر زید کی ماں کا دودھ پیا ہے تو زید اور اس کا بھائی بکر کے بھائی ہوئے، نہ کہ خواہر بکر کے اور اگر زید نے بکر کی ماں کا دودھ پیا ہے تو زید خواہر بکر کا بھائی ہوا، نہ کہ زید کا بھائی۔ بہر حال زید کے بھائی اور بکر کی بہن میں نکاح جائز ہے۔ بقولہ تحل اخت اخیہ رضاعا (فقہاء کے قول کے مطابق بھائی کی رضاعی بہن حلال ہے)۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۲۷۹)

بقیہ: شرح کلام رضا قدس سرہ العزیز

تشریح: حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت آخر میں اپنا نام لے کر حضور ﷺ سے رحمت مانگ رہے ہیں کہ یارسول اللہ

آپ کے پاس تو رحمت کے خزانے ہیں رضا کو بھی اتنی رحمت عطا کر دیں کہ پھر کبھی رضا کے قریب کوئی بوار یعنی ہلاکت و بربادی نہ آسکے۔ کیوں کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جن کا سودا دربار مصطفیٰ ﷺ میں ہو جائے تو دنیا و مافیہا کی فکروں سے وہ آزاد ہو جاتا ہے اور پھر جو حضور ﷺ کی عزت و ناموس کی خاطر اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر شاتم رسول کا کام تمام کردے پھر اگر اس کے جسم پر تکالیف کے پہاڑ توڑے جائیں تو مصطفیٰ ﷺ اپنی رحمت سے اسے تکلیف پہنچنے نہیں دیتے۔

تیرے ہی دامن پر ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے
گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

بقیہ: فضائل مدینۃ الرسول ﷺ

ایسے ہی اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کے شہر مکرم و معظم کو بھی ہر بلا سے حفاظت میں رکھا۔

طاعون ایک ایسا موذی اور جان لیوا مرض ہے جو گاؤں کے گاؤں اور قریہ قریہ اجاڑ کے رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نسبت مصطفیٰ ﷺ کے صدقہ میں اس شہر اور اس کے باسیوں کو اس موذی اور جان لیوا مرض سے محفوظ و مامون رکھنے کا اہتمام فرمایا ہے۔

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

علی انقاب المدینة ملائکة لا یدخلھا الطاعون.

(البخاری: الصحیح، کتاب فضائل المدینہ باب لا یدخل الدجال المدینہ الرقم: ۱۸۸۰ ص ۳۰۲۔

کتاب الفتن، باب لا یدخل المدینہ الرقم: ۷۱۳۳ مطبوعہ دار السلام للنشر و التوزیع، الریاض۔

المسلم: الصحیح، کتاب الحج، باب صیانۃ المدینہ من دخول الطاعون والدجال الیھا الرقم: ۱۳۷۹ ص ۵۷۸ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض۔

احمد بن محمد بن حنبل: المسند الرقم: ۷۲۳۳ جلد ۵ ص ۴۵۷ مطبوعہ دار الحدیث قاھرہ، مصر)

ترجمہ۔ مدینہ طیبہ میں داخل ہونے والے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہیں اس شہر میں طاعون داخل نہیں ہوسکتا۔

(جاری ہے......)

☆☆☆☆☆☆

اخبار سواد اعظم

موت العالم موت العالم

نباض قوم پاسبان مسلک رضا خلیفہ مجاز محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج پیر مفتی ابوداؤد محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان، گوجرانوالہ کا سانحہ ارتحال:

پاسبان مسلک رضا نباض قوم، پیر طریقت، خلیفہ مجاز محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ میں بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آپ نے اپنی پوری زندگی دین اسلام اور مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ترویج و اشاعت میں گزاری۔ آپ کی صداقت و حق گوئی اور بے باکی کا مخالفین کو بھی اعتراف تھا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اشاعت میں آپ کا عظیم حصہ ہے۔ آپ کی قیادت میں نصف صدی سے زائد عرصہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ مسلک حق کی اشاعت میں مصروف عمل رہا اور الحمد للہ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ آپ کا سانحہ ارتحال اہل سنت و جماعت کے لئے عظیم صدمہ ہے۔ آپ کے چلے جانے سے جو خلا پیدا ہوا اس کا پورا ہونا مشکل ہے۔

19 ذوالحجہ بمطابق 14 اکتوبر بروز اتوار جناح اسٹیڈیم گوجرانوالہ میں ان کی نماز جنازہ آپ کے فیض یافتہ، معروف مذہبی اسکالر حضرت علامہ مفتی محمد عباس رضوی صاحب نے پڑھائی۔ آپ کے خلف اکبر حضرت علامہ مولانا محمد داؤد رضوی صاحب نے دعا کروائی۔ آپ کی نمازہ جنازہ کے اجتماع کو گوجرانوالہ کی تاریخ کا بے مثال اجتماع قرار دیا گیا۔ ادارہ آپ کے صاحبزادگان و جملہ متعلقین و پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ ان شاء اللہ العزیز اگلے شمارے میں آپ کی دینی خدمات کے حوالے سے مضمون شائع کیا جائے گا۔

حافظ آباد:

حضرت علامہ مولانا حافظ لطیف احمد مرحوم کے بڑے صاحبزادے اور حضرت علامہ مولانا محمد عثمان رضوی صاحب کے بڑے بھائی مولانا نصیر احمد شاہد 12 ذوالحجہ بمطابق 27 ستمبر بروز اتوار بعمر 54 سال انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم جامعہ عثمانیہ رضویہ فاروق آباد اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ ایک خوش اخلاق صالح اور علم دوست انسان تھے۔ ساون کے، تالی، وڈروڈھ، لکھیا (حافظ آباد) میں دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کے پسماندگان میں 3 بیٹے عامر، نصیر، یاسر نصیر، زوہیب نصیر اور 4 بیٹیاں اور اہلیہ شامل ہیں۔ 13 ذوالحجہ بروز پیر آپ کا ختم قل خوانی ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

پنڈی بھٹیاں:

مولانا محمد عثمان رضوی آف شیخوپورہ کی خوش دامن صاحبہ اور ماسٹر غلام شبیر صاحب کی والدہ محترمہ 27 ستمبر بروز اتوار شب 12 بجے لاہور ہسپتال میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ عرصہ دراز سے علیل تھیں وہ دینی ذوق ومحبت رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ انہیں ان کے آبائی گاؤں چھنی جاکی پنڈی بھٹیاں میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

25-اکتوبر 2015 اتوار

شیخ الحدیث والتفسیر جامع معقول و منقول
حاوی فروع واصول امام العصر پیر طریقت رہبر شریعت
الحاج الحافظ ابوالخیر پیر محمد ظہور احمد نوری قادری رضوی علیہ الرحمہ

عرس حضرت شیخ الحدیث

9 واں سالانہ

بمقام دار العلوم غوثیہ رضویہ چمنستان حضرت شیخ الحدیث کدھر شریف

بعد از نماز ظہر
تلاوت، نعت، تقاریر

بعد از نماز عصر
غسل شریف، چادر پوشی

بعد نماز مغرب لنگر شریف

بعد از نماز عشاء
تلاوت، نعت، تقاریر
شجرہ شریف، درود و سلام
ختم شریف، خصوصی خطاب

نظامت قاری محمد مطلوب رضا رضوی
مدرس دار العلوم غوثیہ رضویہ

نقابت حافظ محمد ابرار احمد رضا رضوی
متعلم محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی چنیوٹ

خطابات

منجانب

اصلاحی جماعت حضرت شیخ الحدیث کدھر شریف
منڈی بہاؤالدین